قال اللہ تعالیٰ
كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ
صدق اللہ العظیم

مسلسل اشاعت کے ۴۶ سال

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ ملتان

# لولاک

شمارہ ۳ جلد ۱۲

ربیع الاول ۱۴۲۹ھ مارچ اپریل 2008ء

## حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال پر حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ کا پیغام

## سراپا نفیس

## سید نفیس الحسینی حالات و واقعات

## پیکرِ محبّت و معرفت کی رحلت

## پاسبانِ ختم نبوت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

www.khatm-e-nubuwwat.com www.lolaak.clickhere2.net

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

# لولاک

ملتان

شمارہ: ۳ ● جلد: ۱۲

## بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی
زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی صاحب مدظلہ العالی
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مدیر منتظم: حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی
سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید
کمپوزنگ: یوسف ہارون

## مجلسِ منتظمہ

| | |
|---|---|
| علامہ احمد میاں حمادی | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |
| مولانا بشیر احمد | حافظ محمد یوسف عثمانی |
| مولانا محمد اکرم طوفانی | حافظ محمد ثاقب |
| مولانا فقیر اللہ اختر | مولانا مفتی حفیظ الرحمن |
| مولانا محمد نذر عثمانی | مولانا قاضی احسان احمد |
| مولانا غلام حسین | مولانا محمد طیب فاروق |
| مولانا محمد اسحاق ساقی | مولانا محمد علی صدیقی |
| مولانا غلام مصطفیٰ | مولانا محمد حسین ناصر |
| چوہدری محمد اقبال | غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ |
| مولانا عبدالرزاق | مولانا محمد قاسم رحمانی |
| مولانا عبدالستار حیدری | مولانا عبدالحکیم نعمانی |

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486-4514122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکمیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!


| | | |
|---|---|---|
| پیغام حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ | حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم | 3 |
| حضرت سید نفیس الحسینیؒ کا سانحہ ارتحال | مولانا صاحبزادہ عزیز احمد | 4 |
| مولانا محمد صدیق صاحب کو صدمہ | 〃 〃 〃 | 4 |
| مولانا محمد اشرف شادؒ کا انتقال | 〃 〃 〃 | 5 |
| مفتی عبدالقیوم پوپلزئی کو صدمہ | 〃 〃 〃 | 5 |
| مولانا فقیر اللہ اختر کو صدمہ | 〃 〃 〃 | 6 |
| مولانا قاری محمد اکمل کا انتقال پر ملال | 〃 〃 〃 | 6 |
| تونسہ میں قادیانی امیدوار کی شکست فاش | 〃 〃 〃 | 7 |
| سراپا نفیسؒ | حضرت مولانا خدا بخش ملتانی | 8 |
| سید نفیس الحسینیؒ ...... حالات وخدمات | مرتب مقالات خطاطی | 18 |
| پیکر محبت ومعرفت کی رحلت | حضرت مولانا محمد عابد ملتان | 35 |
| پاسبان ختم نبوت حضرت نفیس الحسینیؒ | حضرت مولانا اللہ وسایا | 38 |
| حضرت سید نفیس الحسینیؒ حیات وخدمات | حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی | 50 |
| حضرت سید نفیس الحسینیؒ کی قلمی خدمات | حضرت مولانا اللہ وسایا | 54 |

# عشق رسالت کا پیکر

## حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد مدظلہ

## سجادہ نشین، کندیاں شریف

حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ اگرچہ عمر میں مجھ سے چھوٹے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے ہمہ جہت دینی خدمات کا کام لیا۔ ان کا تعلق خانقاہ رائے پورے تھا۔ جس طرح ان کے شیخ حضرت رائے پوریؒ فتنہ قادیانیت کے خلاف حساس دل رکھتے تھے اور اس کی سنگینی سے فکرمند تھے اور انہوں نے اپنے متعلق اور خلیفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کو لاہور میں بٹھا کر ایک ماہ میں ختم نبوت کے عنوان پر پہلے عربی میں کتاب مرتب کروائی اور پھر اس کا اردو ترجمہ کروا کر اس کی اشاعت وتقسیم کا انتظام فرمایا۔ جو ان کی تحفظ ختم نبوت کے ساتھ گہری دلچسپی اور قادیانیت کے خلاف شدید نفرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ٹھیک اسی طرح حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ بھی اپنے شیخ کی اقتدا میں قادیانیت سے شدید نفرت کرتے تھے اور آقائے دوعالم ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے سلسلہ میں بہت ہی حساس تھے۔

آپؒ کے عشق رسالت اور محبت نبوی کا اندازہ آپ کے نعتیہ کلام سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ بلاشبہ آپ عشق رسالت کا پیکر تھے۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کی نعت: ''اے رسول امیںؐ خاتم المرسلیںؐ، تجھ سا کوئی نہیں! تجھ سا کوئی نہیں'' کسی بریلوی مکتب فکر کی کسی اونچی اور مشہور گدی کے سجادہ نشین کو سنائی گئی تو انہوں نے پوچھا کہ: ''یہ کس کا کلام ہے؟'' جب بتلایا گیا کہ یہ ایک دیوبندی بزرگ کا کلام ہے تو اس نے کہا: ''اگر یہ نظم کسی دیوبندی بزرگ کی ہے تو میں آج کے بعد دیوبندی ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو انواع واقسام کے کمالات وخصوصیات سے نوازا تھا۔ آپ بیک وقت مصلح، عاشق صادق، محقق، مورخ، قادر الکلام شاعر، نعت گو، مجاہد، تحفظ ختم نبوت کے پاسبان اور تمام دینی تحریکوں کے سرپرست وروح رواں تھے۔

شاہ صاحبؒ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے بعد ہماری جماعت کے نائب امیر قرار پائے۔ مگر افسوس کہ وہ بہت جلد ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ان جیسا مخلص ومجاہد راہنما عطا فرمائے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

# حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ کا سانحہ ارتحال!

۵رفروری ۲۰۰۸ء مطابق ۲۶رمحرم الحرام ۱۴۲۹ھ صبح چھ بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، مخدوم العلماء حضرت سید نفیس الحسینیؒ انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے یہ سانحہ ناقابل تلافی سانحہ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہفت روزہ ختم نبوت کراچی نے حضرت شاہ صاحبؒ پر وقیع نمبر سب سے پہلے شائع کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ فللحمدللہ! ماہنامہ لولاک ملتان اور ہفت روزہ ختم نبوت کراچی دونوں مجلس کے ترجمان ہیں۔ دونوں ۔ کے قارئین کا حلقہ تقریباً ایک ہے۔ اس لئے وہ تمام مضامین جو ہفت روزہ کے نمبر میں شائع ہوئے ان سے ہٹ کر دوسرے تعزیتی مضامین کے لئے اس شمارہ کو وقف کرتے ہیں۔ حضرت سید نفیس الحسینی رحمتہ اللہ علیہ کے خودنوشتہ وہ تمام مقالات ومضامین جو مختلف رسائل میں شائع ہوتے رہے اور آج انہیں تلاش وجمع کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ ہمیں وہ تمام مقالات ومضامین الصفا اکیڈمی کے حضرت مولانا محمد عابد صاحب زیدمجدہ اور جناب رضوان نفیس زیدفضلہ سے مل گئے۔ ہر دو حضرات ہمارے حضرت سید نفیس الحسینی مرحوم کے خاص متعلقین سے ہیں۔ جہاں ہم ان حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وہاں ان مضامین ومقالات کو مستقلاً شائع کرنا شروع کر رہے ہیں۔ یہ مقالات ومضامین جہاں قارئین لولاک کی معلومات میں اضافہ کا باعث بنیں گے وہاں ماہنامہ لولاک میں یہ سب محفوظ بھی ہوجائیں گے۔ جماعتی رفقاء، مساجد ومدارس کے حضرات سے درخواست ہے کہ حضرت مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کوشاں رہیں۔ یہ حضرت مرحوم کا ہم سب پر حق ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق رفیق فرمائیں۔

## حضرت مولانا محمد صدیق صاحب کو صدمہ

جامعہ خیرالمدارس کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق زیدمجدہم کی اہلیہ۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی دختر نیک اختر ہمارے مخدوم حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کی ہمشیرہ محترمہ کا ۲رصفر المظفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۰رفروری ۲۰۰۸ء کو انتقال ہوگیا۔ مخدومہ مرحومہ نے قرآن مجید مجود قرأت حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی سے حفظ کیا تھا۔ عمر بھر قرآن مجید کی خدمت کرتی رہیں۔ تمام اولاد کو علم دین پڑھایا۔ جوان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ اگلے روز جامعہ خیرالمدارس ملتان میں عصر کے بعد ان کا جنازہ ہوا۔ حق تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔

## مولانا سید کوثر حسین شاہ کا وصال

احمد پور سیال ضلع جھنگ کے معروف عالم دین مولانا سید کوثر حسین شاہ خطیب مرکزی جامع مسجد کا

۲۷؍جنوری ۲۰۰۸ء کو انتقال ہوگیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! مولانا سید کوثر حسین مولانا مفتی سید احمد حسین شاہ فاضل جامعہ امینیہ دہلی کے فرزند ارجمند تھے اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل تھے۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے زمانہ میں جید اساتذہ سے دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی۔ مولانا سید کوثر حسین شاہ بہت زیرک معاملہ فہم، غیور، سادہ مزاج عالم باعمل تھے۔ ہر دینی تحریک میں پیش پیش ہوتے تھے۔ حق تعالیٰ ان کی قبر کو منور فرمائیں۔ آمین!

## جناب عدنان کی والدہ کا انتقال

مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ کمپیوٹر سے وابستہ جناب عدنان کی والدہ محترمہ ۲؍صفر المظفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۰؍فروری ۲۰۰۸ء کو ملتان میں انتقال کر گئیں۔ حق تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش فرمائیں اور مرحومہ کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشیں۔ آمین!

## حضرت مولانا محمد اشرف شاد کا انتقال

جامعہ اشرفیہ مانکوٹ تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال کے بانی، امام الصرف والنحو، جامع معقولات ومنقولات، بزرگ عالم دین، حضرت مولانا محمد اشرف شاد ۱۵، ۱۶؍فروری ۲۰۰۸ء کی درمیان شب کو انتقال فرماگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! مولانا مرحوم دارالعلوم کبیر والا کے قدیم فضلاء میں سے تھے۔ حضرت علامہ مولانا عبدالخالقؒ، مولانا منظور الحق، مولانا ظہور الحق، مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت شیخ التفسیر پیر طریقت حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے بیعت کا تعلق تھا۔ ان سے خلافت اور شرف دامادی بھی آپ کو حاصل تھا۔ مولانا محمد اشرف صاحب نے متعدد دینی مدارس میں پڑھایا۔ آج سے بیس پچیس برس قبل جامعہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کی تدریس کا شہرہ اور طلباء میں محبوب استاذ کے طور پر نمایاں ہونے کے باعث جامعہ اشرفیہ دیکھتے دیکھتے ترقی کی منازل طے کرنے لگا۔ ہر سال سینکڑوں طلباء آپ سے شرف تلمذ حاصل کرتے۔ اس وقت ملک کے طول وعرض اور بیرون ملک ہزاروں علماء آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ سے پڑھنے والے اکثر علماء ملک کے مدارس میں اعلیٰ درجہ کے مدرسین میں شامل ہیں۔ آپ کے تمام صاحبزادگان علم دین کے حامل ہیں۔ حق تعالیٰ ان کی تربت کو بقعۂ نور بنائے۔ ان کے جامعہ کو بیش از بیش ترقی نصیب فرمائے۔ ان کی وفات علم وعمل کی وفات ہے۔ عالمی مجلس ان کے جملہ پسماندگان اور متعلقین کے اس صدمہ میں برابر کی شریک غم ہے۔ حق تعالیٰ سب کے حامی وناصر ہوں۔ آمین!

## مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کو صدمہ

جامع مسجد علی خان کے خطیب حضرت مولانا عبدالحکیم پوپلزئی کی اہلیہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز رہنماء ہر دلعزیز عالم باعمل حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد ۱۶؍فروری ۲۰۰۸ء کو پشاور میں انتقال فرماگئیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ عابدہ، زاہدہ، شب بیدار خاتون تھیں۔ قرآن مجید کی تلاوت ان کے رگ وریشہ میں رچی بسی تھیں۔ طویل العمری کے باوجود آخر تک قرآن مجید کی تلاوت ان کا معمول رہا۔ ان کی وفات مخدوم محترم حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کے

خاندان کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مفتی صاحب سے اظہار تعزیت کے ساتھ ان کے اس صدمہ کو اپنا صدمہ سمجھتی ہے۔

## مولانا فقیر اللہ اختر کے خاندان کو صدمہ

گذشتہ دنوں مولانا فقیر اللہ اختر کی بھابھی صاحبہ ایک حادثہ میں جاں بحق ہوگئیں۔ اللہ رب العزت کی شان بے نیازی کہ اس سے قبل مرحومہ کے خاوند بھی ایک حادثہ میں انتقال کر گئے۔ بعد میں بیٹا بھی حادثہ کا شکار ہوا اور اب خود حادثہ کی نظر ہوگئیں۔ مولانا فقیر اللہ اختر کے لئے یکے بعد دیگرے بھائی، بھتیجا اور بھابھی کے صدمات سہنے پڑے۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور خاندان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ آمین!

## مولانا قاری محمد اکمل کا انتقال پر ملال

۱۸ فروری ۲۰۰۸ء کو رحیم یار خان غلہ منڈی کے خطیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے روح رواں حضرت قاری محمد اکمل صاحب انتقال فرماگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! حضرت قاری محمد اکمل مرحوم پاکستان کے نامور شیخ القراء فن تجوید کے لئے تاج بادشاہ حضرت قاری تاج محمود نابینا (عبدالحکیم والوں) کے نامور شاگردوں میں سے تھے۔ انتقال کے وقت قاری محمد اکمل کی عمر ۶۷ سال کے لگ بھگ تھی۔ زندگی بھر قاری محمد اکمل صاحب علماء وقراء وحفاظ کو تجوید پڑھاتے اور مشق کراتے رہے۔ آپ کے کئی شاگرد پاکستان کی سطح پر قرأت کے مقابلوں میں اول پوزیشن بھی حاصل کرتے رہے۔ قاری محمد اکمل صاحب پہلے عیدگاہ رحیم یار خان اور پھر ۱۹۷۴ء سے غلہ منڈی رحیم یار خان میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ غلہ منڈی میں حفظ کا مدرسہ بھی قائم کیا۔ جو ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے سلوک وبیعت کا تعلق تھا۔ ہردلعزیز رہنماء تھے۔ بہت ہی صاف گو اور مؤمنانہ بصیرت رکھتے تھے۔ خطابت اور تلاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کے دور خطابت میں آپ کی مسجد کا اجتماع رحیم یار خان کی مساجد کے بڑے اجتماعوں میں شمار ہوتا تھا۔ ہر دینی تحریک کی سرپرستی میں آپ پیش از پیش ہوتے تھے۔ ختم نبوت کا کے کاز سے والہانہ لگاؤ تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں تھے۔ صحت کے زمانہ میں کئی بار چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لاتے تھے۔ مجلس کے اکابر واصاغر سے پیار بھرا تعلق تھا۔ آپ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ آپ کے صاحبزادے مولانا محمد عبداللہ قریشی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل اور متخصص ہیں اور اقراء روضۃ الاطفال رحیم یار خان میں پڑھاتے ہیں آپ نے افتاء بھی جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی سے کیا۔ مولانا محمد اکمل صاحب مرحوم نے اپنے ان صاحبزادہ مولانا مفتی عبداللہ قریشی صاحب کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ انہوں نے ہی وصیت کے مطابق نماز جنازہ پڑھائی۔ ۱۸ فروری کی صبح تہجد پڑھی۔ مصلے پر بیٹھے اپنے بیٹا محمد عبداللہ کو آواز دی۔ دل کا دورہ ہوا۔ ہسپتال لے گئے۔ لیکن وہ اس سے قبل اللہ رب العزت کے حضور پہنچ گئے۔ ان کی وفات نے رحیم یار خان کی دینی مجلسوں کی رونقوں وبہاروں کو مرجھا دیا۔ حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں۔ جنت کا اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔

اور پسماندگان کے حامی وناصر ہوں۔ جناب سید محمد توصیف، مولانا محمد عبداللہ صاحب بجا طور پر تعزیت کے مستحق ہیں اور اس سے کہیں زیادہ مجلس تحفظ ختم نبوت تعزیت کی مستحق ہے کہ اس ماہ بہت سارے بہی خواہوں، سرپرست، محسنوں کے صدمات سے دوچار ہونا پڑا۔ اللہ تعالیٰ سب کے حامی وناصر ہوں۔ امین! قارئین سے درخواست ہے کہ ایصال ثواب ودعائے مغفرت تمام متذکرہ حضرات کے لئے فرما کر ممنون فرمائیں۔

## تونسہ میں قادیانی امیدوار کی شکست فاش

تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان کا میر مند قیصرانی سکہ بند قادیانی تھا۔ اس کے آنجہانی ہونے پر اس کے قادیانی ورثاء نے اسے اہل اسلام کی مسجد کوٹ قیصرانی میں دفن کردیا۔ مسلمانوں کے احتجاج پر اسے وہاں سے انتظامیہ نے قبرکشائی کر کے نکالا اور اسے اپنی حویلی میں دفن کیا۔ اس کا بیٹا سیف الرحمان بھی سکہ بند قادیانی تھا۔ ریلوے میں آفیسر رہا۔ چناب نگر میں اس کی کوٹھی تھی۔ اس سیف الرحمان آنجہانی کا بیٹا بیرسٹر امام بخش بھی قادیانی ہے۔ گذشتہ انتخابات کے موقعہ پر اس نے مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج کر قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ علاقہ کے علماء نے بھرپور تعاون کیا۔ مگر ناکام رہا۔ اس کے بعد لاہور میں اس نے قادیانیوں میں شادی کی۔ قادیانی مربی نے اس کا نکاح پڑھا۔ ولیمہ کی دعوت اپنے آبائی گھر کوٹ قیصرانی میں کی۔ اس نے علاقہ کے علماء وزمینداروں کو بلایا۔ لیکن قادیانی مربی نے دعوت ولیمہ میں قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی۔ تب عوام وخواص کو اس امام بخش کے قادیانی ہونے کا علم ہوا۔ چنانچہ مسلمان اس کی دعوت ولیمہ ٹھکرا کر واپس آگئے اور یہ شخص پھر علاقہ سے غائب ہوگیا۔ فروری ۲۰۰۸ء کے الیکشن کا اعلان ہوتے ہی اس نے پھر خود کو مسلمان کہنے اور پیپلز پارٹی کے ٹکٹ لینے کا ڈھونگ رچایا۔ لیکن اللہ رب العزت کا فضل وکرم اور مسئلہ ختم نبوت کی برکت سے عوام نے اس کے فریب ودھوکہ اور جھوٹے دعویٰ اسلام کو مسترد کردیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور علاقہ کے علماء نے مل جل کر منصوبہ بندی سے قریہ قریہ پھر کر اس کے قادیانی ہونے کو طشت ازبام کیا۔ ٹبی قیصرانی کے ممتاز عالم دین مولانا غلام فرید صاحب مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء جناب مولانا عبدالعزیز لاشاری فدائے ختم نبوت مولانا محمد شریف حیدری نے علاقہ میں بھرپور محنت کی۔ مولانا محمد اکبر ثاقب، مولانا عبدالرحمٰن غفاری، حضرت مولانا امان اللہ خان اور تحصیل تونسہ کی تمام دینی قیادت نے یکجہتی کے ساتھ تعاون وسرپرستی فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں حضرت مولانا بشیر احمد، حضرت مولانا اللہ وسایا نے تبلیغی دورے کئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مجاہد مبلغ مولانا عبدالرشید سیال نے یہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ ان کی معاونت کے لئے خوشاب مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالستار تونسوی پہنچ گئے۔ مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا عبدالرشید، مولانا محمد شریف حیدری، مولانا عبدالستار، مولانا عبدالصمد، قاری فیروز احمد، مولانا محمد صاحب، قاری نذیر لاشاری نے قریہ قریہ پھر کر صبح وشام قادیانیت کے کفریہ عقائد سے عوام کو باخبر کیا۔ لٹریچر، سٹیکرز، پمفلٹ تقسیم کئے۔ یوں صبح وشام دن ورات کی بھرپور محنت سے رحمت حق نے فضل فرمایا۔ مسئلہ ختم نبوت کے ازلی دشمن قادیانی کو شکست فاش سے دوچار ہونا پڑا۔ پیپلز پارٹی کے ٹکٹ اور اس کا جھوٹا دعویٰ اسلام دھرا کا دھرا رہ گیا۔ کفر ہار گیا اور اسلام جیت گیا۔ اللہ رب العزت مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین!

# سراپا نفیسؒ

## تم کیا گئے کہ ہم پہ قیامت گذر گئی

حضرت مولانا خدا بخش

بوقت تہجد شب منگل ۲۶ رمحرم الحرام ۱۴۲۹ھ کو سراپا نفیس سید انور حسین ’’نفیس رقم‘‘ اس دار فانی سے دار بقاء اور اپنے اصلی گھر کی طرف سفر کر گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مر زا مر گیا۔ وہ تو لیکن اپنے اصلی گھر گیا۔ ’’انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۰ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھا - رحمہ اللّٰہ رحمۃً واسعۃ‘‘ ع

کیا آدمی تھا خوب، خدا مغفرت کرے۔

### ولادت

۱۳ رذیقعدہ ۱۳۵۱ھ کو گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔

### تعلیم

ابتدائی تعلیم قریبی قصبہ بھوپال والا کے ہائی سکول میں پائی۔ پھر گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے انٹرمیڈیٹ تک تعلیم حاصل کی۔ اپنے خال مکرم مولانا سید محمد اسلم تلمیذ سید انور شاہ سے کچھ علمی استفادہ کیا۔ خطاطی اپنے والد مکرم سید محمد اشرف علیؒ سے حاصل کی۔

### حضرت رائے پوریؒ کی خدمت میں

حضرت مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ، حضرت شاہ صاحبؒ کو شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت میں لے گئے، اور ان سے بیعت کرایا۔ بعد ازاں حضرت رائے پوریؒ سے اتنی وابستگی ہوئی کہ عشق کے درجہ میں تعلق ہو گیا۔ حضرت رائے پوریؒ کو بھی حضرت شاہ صاحبؒ سے بے حد محبت تھی اور مہربانی وقدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت رائے پوریؒ کی خدمت میں شاہ صاحب حاضر ہوئے تو حضرت رائے پوریؒ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا نفیس تو نفیس ہے۔

مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ نے بندہ کو خود بتایا: کہ بعض پاکستانی ساتھی حضرت رائے پوریؒ کی خدمت میں رائے پور (انڈیا) حاضر ہوئے اور حضرتؒ سے درخواست کی کہ پاکستان تشریف لائیں۔ سارے ساتھی چشم براہ ہیں۔ فلاں فلاں فلاں...... جب بولنے والا ساتھی خاموش ہوا تو حضرتؒ نے فرمایا: کہ بھائی! وہ ہمارے نفیس بھی تو ہیں۔ ع

رہتا تھا نفیس ان دنوں ارباب جنوں میں

حضرت رائے پوریؒ سے والہانہ تعلق تھا۔ جب بیعت کے الفاظ کہلاتے تھے تو فرماتے ’’کہو! میں نے بیعت کی حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے سلسلہ طریقت میں‘‘ خط کشیدہ الفاظ نہایت رقت آمیز لہجہ، محبانہ اور عاشقانہ انداز میں پرجوش فرماتے۔ بیعت کے وقت اپنا نام نہ لیتے اور یہ آپ کا متواضعانہ خاصہ تھا کہ اپنے کو

اپنے بڑوں میں گم کر دیتے تھے۔ چنانچہ مشہور ومقبول زمانہ نعت...... اے رسول امیں، کے مقطع میں لکھتے ہیں کہ: ’’اے سراپا نفیسؔ انفس دو جہاں!‘‘ کہ اپنے آپ کو حضور ﷺ میں گم کر دیا۔ بندہ راقم الحروف نے گذارش کی کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ کہ نفیس پر صاد کا نشان لگا دیا؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ: ’’اصل نفیس تو ہیں ہی حضور ﷺ میں تو ان میں گم ہوں۔‘‘ یہ ایسا ہے جیسا کہ شاہ خوباں پیر سید مہر علیؒ شاہ حسنی حسینی رحمہ اللہ سے کسی نے کہا کہ: آپ اپنی حفاظت کے لئے آدمی اپنے ساتھ رکھا کریں۔ تو پیر صاحبؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو فرماتے ہیں کہ ’’واللہ یعصمك من الناس (پ:٦)‘‘ اس نے کہا کہ یہ تو حضور ﷺ کے بارے میں ہے تو حضرت پیر صاحبؒ نے اپنی پوٹھواری زبان میں جواب دیا کہ ’’اساں وی ک دی اوٹ وچ ہاں‘‘ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ جواب اصل تو بجا ہی حسنی حسینی سید کو ہے کہ خون تو وہی ہے۔ ع

مہر علی ہے حب نبی، حب نبی ہے مہر علی

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بندہ کو پیر سید مہر علی شاہ کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی ہے۔ کسی مناظرے کی شرائط طے کی جا رہی ہیں اور حضرت پیر صاحبؒ تشریف فرما ہیں۔ مولانا ممتاز احمد چشتی مدظلہ کو بندہ نے یہ خواب سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ: ’’آپ کے علمی شغل کی وجہ سے عالمانہ مناظرانہ حالت میں حضرت پیر صاحبؒ کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔‘‘

حضرت رائے پوریؒ کی مجلس میں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ کی کتاب پڑھی جاتی رہی۔ اختتام پر حضرتؒ نے فرمایا کہ یہ کتاب دوبارہ چھاپی جانی چاہئے۔ بعض ساتھی مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ کے لڑکے کے پاس کتاب لینے کے لئے گئے، لیکن انہوں نے کتاب نہیں دی۔ آخر حضرت شاہ صاحبؒ ازخود ان کے پاس گئے اور کتاب کے حصول کا مطالبہ کیا۔ مولانا ابراہیمؒ کے بیٹے گھر میں گئے اور کتاب لا کر حضرت شاہ صاحبؒ کو کتاب کا سرورق دکھایا اور کہا: کہ یہ پڑھو! حضرت شاہ صاحبؒ نے پڑھا تو مولانا ابراہیمؒ کے قلم سے لکھا ہوا تھا کہ: ’’کوئی بداخلاق کہے یا بدمزاج، بہر حال یہ کتاب گھر سے باہر نہ جائے۔‘‘ ان کے بیٹے نے کہا: کہ اس کے باوجود میں یہ کتاب آپ کو دیتا ہوں اور آپ لے جائیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے کتاب لا کر حضرت رائے پوریؒ کی خدمت میں پیش کی۔ بعد میں حضرتؒ کے فرمان پر فدائے ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے وہ کتاب چھپوا دی۔

حضرت رائے پوریؒ کے ساتھ محبت وعقیدت کا یہ نتیجہ تھا کہ حضرت رائے پوریؒ کی وفات پر ۱۳۷ اشعار کا لاجواب مرثیہ کہا جو کہ ’’برگ گل‘‘ میں درج ہے۔

## خطاطی

کتابت وخطاطی حضرت شاہ صاحبؒ کا آبائی پیشہ ہے۔ ساری زندگی اسی پیشہ کو زینت بخشتے رہے۔ ہماری دانست کے مطابق اپنے زمانے میں پوری دنیا کے سید الخطاطین تھے۔ یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ خطاطی کے شہ پارے مسجد حرام، دیگر مساجد ومدارس اور کتب خانوں میں آویزاں ہیں اور دیکھنے والوں کے قلوب کو منور کرتے

ہیں۔ خصوصاً ''اسماء حسنیٰ'' اور ''دیوان غالب'' کی کتابت تو میدان کتابت میں اجتہادی کارنامہ ہے۔ ''دیوان غالب'' جو کہ مولانا ظفر علی خانؒ کے برادر خورد پروفیسر مولانا حامد علی خانؒ کی بے مثال تحقیق وتصحیح کا حاصل ہے، کی کتابت تو بے شمار اجتہادرت کی حامل ہے۔ مثلاً لفظ قمر کو یوں لکھتے ہیں قـــمــر کہ قاف کی کشش کا حسن بھی باقی رہے اور قسر بھی نہ پڑھا جائے۔ حضرتؒ نے اس فن کو حقیقی عزت واحترام سے آشنا کرایا اور اس کے تعلق اور نسبت کو انبیاء علیہم السلام سے جوڑا ہے۔ قولاً، فعلاً اور عملاً استغناء وتوکل علی اللہ پر عمل پیرا رہے۔ ع

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

## استغناء اور توکل علی اللہ

اکابر کی برکات، فطرۃ سلیمہ اور خون نبی کی تاثیر تھی کی حضرت شاہ صاحبؒ میں استغناء وتوکل علی اللہ علی وجہ الاتم بلکہ حیران کن حد تک تھا۔ چنانچہ کتابت کے شہ پارے رقم فرماتے تو ان کی قیمت کبھی کسی سے نہ مانگتے۔ اگر کسی نے قدر دانی کرتے ہوئے کچھ دے دیا تو قبول کرتے ہوئے بغیر گنے جیب میں ڈال کر عملاً اللہ تعالیٰ کی نعمت پر شاکر ہوئے۔

ایک صاحب سینما کے بورڈ کے لئے چند الفاظ لکھوانے کے لئے حاضر خدمت ہوا، تو حضرتؒ نے انکار کر دیا۔ اس کے بار بار اصرار کے باوجود حضرتؒ نہ مانے۔ حتیٰ کہ اس نے یہ پیش کش بھی کی کہ کتابت کے الفاظ پر سونا رکھ کر دینے کو طیار ہوں۔ لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ: ع

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

بہرحال حضرتؒ کسی صورت نہ مانے اور خون رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے طیش میں بھی نہیں آئے۔

مسجد نبوی کی تزین وآرائش کے لئے حکومت سعودیہ نے ایک فرم کو ٹھیکہ دیا۔ فرم نے مسجد نبوی پر کچھ لکھوانے کے لئے حضرت شاہ صاحبؒ کا انتخاب کیا اور حضرتؒ سے رابطہ کیا تو حضرتؒ نے لکھنے کی حامی بھری۔ لیکن دو شرطوں کے ساتھ ایک یہ کہ صرف دن کو لکھوں گا رات کو نہیں۔ دوسری یہ کہ معاوضہ نہیں لوں گا۔ فرم نے ان شرطوں پر پورا نہ اتر سکنے کی وجہ سے رابطہ منقطع کر دیا۔

## پیکر شفقت رأفت

آپ میں نرمی وشفقت کا پہلو غالب تھا۔ ''من یحرم الرفق یحرم الخیر کلہ'' ایک صاحب آپ کی مجلس مبارک میں آئے اور کوئی زیادہ دینداری کے آثار اس پر نہ تھے۔ لگے باتیں بنانے اور کہنے لگے میں فلاں وظیفہ پڑھتا ہوں تو میرے ہاتھ پاؤں الگ الگ ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حضرتؒ چپ کر کے سنتے رہے، اور قدرے سرہلاتے رہے۔ جب وہ آدمی چلا گیا، تو ہمارے مولانا ظفر احمد قاسم مدظلہ جو مجلس میں بیٹھے تھے حضرتؒ سے مخاطب ہو کر پیار ومحبت سے جرأت کر کے بولے کہ: ''حضرت! آپ بھی کمال کرتے ہیں کہ یہ کیا واہی تباہی بول

رہا تھا اور آپ چپ کیے سنتے رہے۔ اس سے تو اسے اپنے کردار پر مزید جرأت ہوگی‘‘ حضرتؒ نے کیا خوب جواب لاجواب دیا۔ فرمایا: کہ اسے میں کیا کہتا؟ کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔

ایک مجلس میں جس میں بندہ بھی حاضر تھا فرمایا کہ: ’’جب لوگ اپنے حالات لڑکوں لڑکیوں کے رشتے نہ ملنے کے سناتے ہیں تو میں پگھلتا جاتا ہوں۔‘‘ دوسروں کے بارے حضرتؒ بہت حساس تھے۔

## سرپرست کل تھے

حضرت شاہ صاحبؒ ہر دینی اور سیاسی جماعت کی سرپرستی کرتے تھے اور ان کے سربراہان کو قیمتی مشوروں اور مہربانیوں سے نوازتے تھے۔ اسی طرح افراد کی بھی ذہنی تربیت کرتے۔ اہل حق اکابر کے ساتھ جوڑتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تو باقاعدہ نائب امیر تھے۔ رمضان مبارک کے آخری عشرے میں حضرت مولانا اللہ وسایا زید مجدہ سے تراویح کے بعد ختم نبوت پر بیان کراتے اور اکثر خود بھی سن کر مولانا کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ بے شمار مدارس کے سرپرست دعا گو اور سہارا تھے۔

## ذوق نفیس

ہمارے حضرت شاہ صاحبؒ سراپا ذوق سلیم وذوق نفیس تھے۔ ہر چیز میں اعلیٰ درجے کے ذوق کا مزاج رکھتے تھے۔ خطاطی میں، تعلیم خطاطی میں، تربیت میں، مشوروں میں، شعروشاعری میں، محبت میں، مزاح ودل لگی میں، انتخاب اشعار میں، گفتگو میں اور وضع وقطع میں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ:

ذوق خطاطی کتابت دیوان غالب، درود ابراہیمی وغیرہ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے کہ کس طرح صنعت خطاطی کو چار چاند لگائے ہیں کہ امت کا ہر صاحب ذوق داد وتحسین دے رہا ہے۔

ذوق تعلیم خطاطی دیکھنا ہو تو سید انیسؒ کے قطعات زیب نظر کریں۔ جمال جمیل دیکھیں۔ یعنی برگ گل کی کتابت ملاحظہ فرمادیں۔ محترم سراج صاحب کے شہ پاروں پر نظر ڈالیں۔

ذوق تربیت میں یکتا تھے۔ نہایت پیار ومحبت سے متوسلین کی تربیت کرتے ہوئے اخلاق فاضلانہ کا ثبوت مہیا کرتے ہوئے بہترین مربی ہونے کا ثبوت دیتے۔

ذوق مشاورت میں بھی خوب بہرہ ور تھے کہ ہر تحریک کے کارکنوں کو عمدہ مشوروں سے نوازتے اور سرپرستی کرتے۔ انفرادی طور پر بھی خیر وبرکت والے مشورے عنایت فرماتے۔ ہم فقیراں اب کس سے مشورے لیں گے۔ ہائے ع

تم کیا گئے کہ ہم پہ قیامت گذر گئی

ذوق شعروشاعری تو انتہائی اوج بلندی پر تھا۔ یہ پیراگراف تو اپنے اندر نہایت وسعت رکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ ’’برگ گل‘‘ کو ملاحظہ فرمالیا جائے۔ اس بارے میں صرف اسی بات پر اکتفاء کرتے ہیں کہ حضرتؒ نے اپنے

دیوان کا نام ’’برگ گل‘‘ رکھا۔ کس قدر اس میں اونچے ذوق کا ثبوت دیا ہے۔ بندہ ایک دفعہ حاضر خدمت ہوا تو ساتھیوں سے معلوم ہوا کہ حضرتؒ شاہ صاحب کا دیوان چھپ چکا ہے اور نام ’’برگ گل‘‘ رکھا ہے۔ بندہ کو کچھ تردد ہوا کہ حضرتؒ کے دیوان کا نام تو دیوان نفیس ہونا چاہئے تھا۔ بھلا ’’برگ گل‘‘ نام کی کیا مناسبت ہے؟۔ لیکن جب دیوان کے سرورق پر نظر پڑی تو اس پر شہزادی زیب النساء مخفی کے شعر کا یہ مصرع لکھا ہوا تھا۔

درسخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل

تو بندہ کی رگ ذوق پھڑک اٹھی اور بے ساختہ داد ذوق دینے لگا۔ عالم ارواح میں روح ذوق بھی اس پر داد تحسین ذوق دے رہی ہوگی اور غالب کی سخن فہمی بھی واہ وہ کہہ کر جھوم رہی ہوگی اور کہہ رہی ہوگی کہ: ع

ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں

ذوق محبت کے کیا کہنے! ہر محبت وتعلق رکھنے والے کو اپنے جگر کا ٹکڑا گردانتے تھے۔ اس کے مرتبے سے بڑھ کر اکرام کرتے۔ ملنے والے کی پریشانی پر پگھلنے لگتے۔ اس بارے میں نہایت حساس دل رکھتے تھے۔ یہی حساسیت دیگراں ہی بظاہر اصل سبب مرض تھا۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

شوال ۱۴۲۸ھ کے شروع میں بندہ حاضر خدمت ہوا۔ ان دنوں حضرت شاہ صاحبؒ پر اکثر غنودگی طاری رہتی تھی۔ مولانا محمد ابراہیم جگرانوی میاں چنوںؒ کے بیٹے (جو کہ لاہور ہی میں رہتے ہیں) حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بیٹی کے نکاح پڑھوانے کی درخواست کی۔ حضرتؒ کی راحت کی خاطر ہم سب کمرے سے باہر بیٹھے تھے۔ حضرتؒ نے بھائی رضوان نفیس کے ذریعے بندہ کو بلوایا۔ بندہ حاضر خدمت ہوا۔ فرمایا: نکاح پڑھانا ہے۔ خطبہ تم پڑھو! بندہ نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ حضرتؒ نے ایجاب وقبول کرایا۔ نکاح ہوگیا۔ بندہ باہر آگیا۔ بندہ نے نکاح والوں کو گذارش کی کہ دستخط حضرتؒ سے کرائیں ورنہ میں کردوں گا۔ چنانچہ بعد میں بندہ نے دستخط کئے۔ تھوڑی دیر کے بعد بھائی رضوان نفیس آیا اور کہا: کہ حضرت شاہ صاحبؒ آپ کو بلا رہے ہیں۔ بندہ حاضر ہوا تو حضرتؒ نے رقت آمیز لہجے میں فرمایا: کہ جانتے ہو یہ کس کا نکاح ہوا ہے؟ یہ مولانا محمد ابراہیم میاں چنوں والوں کی پوتی کا نکاح ہوا ہے۔ یہ فرمایا اور رو پڑے۔ یعنی یہی خبر دینے کے لئے بندہ کو بلوایا یہ ہے ذوق نفیس اور اکابر علماء سے محبت۔ تیسری مرتبہ پھر بلوایا اور فرمایا ’’نماز پڑھنے میں میرے لئے کتنی گنجائش ہے؟‘‘ بندہ نے گذارش کی کہ حضرت! صرف فرض اور وتر پڑھیں! بس

ذوق مزاح ودل لگی میں بھی منفرد تھے۔ نہایت لطیف پیرایہ میں مزاح فرماتے۔ ایک دفعہ بندہ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس وقت حضرتؒ جامعہ مدنیہ کے ایک کمرے میں تشریف رکھتے تھے۔ جامعہ کی مسجد کے مؤذن نے جو کہ نہایت سیدھا سادھا شریف آدمی تھا جمعہ کی اذان وقت سے پہلے تقریباً بارہ بجے کہہ دی۔ حضرتؒ نے ایک

لڑکا بھیجا کہ مؤذن کو بلا لائے۔ مؤذن آ گیا۔ حضرتؒ نے اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مؤذن چپ سادھے بیٹھ گیا۔ حضرتؒ اپنا لکھنے لکھانے کا کام کرتے رہے اور مؤذن بیچارہ چپ بیٹھا رہا۔ آدھا گھنٹہ گذرنے کے بعد حضرتؒ نے ایک قصہ سنایا۔ کہ ایک گاؤں میں مؤذن نے صبح کی اذان رات کو تقریباً بارہ بجے کہہ دی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سمجھا کہ میں نے اذان شاید وقت سے پہلے کہہ دی ہے اور سو گیا۔ کچھ دیر بعد اٹھا اور پھر اذان کہہ دی۔ سمجھا کہ اب تو یقیناً وقت ہو گیا ہو گا۔ لیکن اب بھی وقت نہیں ہوا تھا۔ اسی طرح کئی بار اس نے اذان دی اور ہر اذان کے بعد سو جاتا رہا۔ آخر بیدار رہتا تا کجے؟ نیند آ گئی۔ وقت ہونے پر کسی صاحب نے اذان کہی۔ نمازی جب مسجد میں آنے لگے تو دیکھا کہ مؤذن سویا پڑا ہے۔ کسی صاحب نے مزاحاً کہا کہ اسے نہ اٹھانا ورنہ یہ پھر اذان کہہ دے گا۔ حضرتؒ نے بس قصہ سنا دیا اور کچھ تبصرہ نہیں کیا۔ بندہ نے عرض کی حضرت! آپ نے اس مؤذن کو اسی لئے بٹھا رکھا ہے کہ یہ پھر وقت سے پہلے دوبارہ اذان نہ کہہ دے۔ حضرات مسکرائے اور ساتھی بہت محظوظ ہوئے۔

ایک دفعہ بندہ کھانے کی مجلس میں حضرتؒ کے قریب بیٹھا تھا کہ بات چل پڑی ایک صاحب کے متعلق اس صاحب سے حضرتؒ محبت رکھتے تھے اور بندہ بھی ان سے محبت رکھتا تھا۔ باتوں باتوں میں حضرتؒ نے فرمایا ماشاءاللہ بڑے وسیع الظرف ہیں۔ بندہ نے عرض کی کہ حضرت! آپ کے لئے وسیع الظرف ہوں گے۔ ہمیں تو کتاب وغیرہ میں کبھی وسعت ظرفی نہیں دکھائی۔ فرمایا: تم سمجھے نہیں! وسیع الظرف دوسرے معنی میں ہیں۔ (یعنی وسیع البطن) وہ محترم جائز حد میں کچھ زیادہ ہی اس میں توجہ فرماتے تھے۔

ایک دفعہ بندہ نے باتوں باتوں میں عرض کی کہ حضرت! الحمدللہ بندہ نے مناقب اہل بیت و بنی فاطمہ کی کتابوں کے ڈھیر لگا دیئے ہیں۔ مسکرا کر فرمایا: کہ اس موضوع پر کتابیں تو ہم نے بھی جمع کی ہیں۔ لیکن ڈھیر نہیں لگائے۔ قارئین حضرات! ذرا غور کریں! کس قدر بلیغ مزاح ہے۔ ہم سب یہ جواب سن کر حضرتؒ کی بلاغت پر دنگ رہ گئے اور خوب محظوظ ہوئے ع

رہتا تھا نفیس ان دنوں ارباب جنوں میں

رمضان المبارک کے عشرۂ اخیر میں اکثر ساتھی حاضری دیتے تھے۔ ایک رمضان کے آخری عشرہ میں بندہ اتوار کے دن شام کو حاضر ہوا اور حاضری سے پہلے کتب کے اتوار بازار میں گھوما۔ حضرتؒ کو اطلاع دے کر حضرت مولانا عبدالحلیم چشتی مدظلہ اور حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ بھی اپنے اپنے مطلب کی کتابیں خریدنے اتوار بازار گھومے۔ شام کو حضرتؒ نے ان حضرات سے پوچھا کہ ”بھائی کچھ مطلوب ملا؟“ دونوں حضرات نے کہا کہ حضرت! کچھ نہیں ملا۔ میری طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرتؒ نے فرمایا کہ یہ جو گئے ہوئے تھے پھر تمہیں کیا ملتا؟ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اس دن بندہ تقریباً پندرہ ہزار مالیت کی دو بوری بھر لایا تھا۔ وذلک فضل اللہ! تقریباً دس ہزار قرض بھی ہو گیا تھا۔

ذوق انتخاب اشعار میں بھی یگانہ صفات کے مالک تھے۔ پرانے اور نئے قادر الکلام شعراء کے بہترین منتخب

اشعار یاد تھے اور گاہے گاہے سنا کر رونق مجلس قائم فرماتے رہتے تھے۔ بندہ کو ایک دفعہ ریاض خیر آبادی کا یہ شعر سنایا۔

پہلے تو آ کے شیخ نے دیکھا ادھر ادھر
پھر سر جھکاتے داخل میخانہ ہوگیا

ذوق انتخاب کتب بھی خوب تھا۔ کتابوں کے انتخاب کے بارے میں بڑا عمدہ ملکہ رکھتے تھے۔ بندہ لاہور، جمعہ بازار سے کتابیں خرید لاتا، تو حضرتؒ کو دکھاتا، حضرتؒ ایک ایک کتاب کو دیکھتے جاتے اور تبصرہ فرماتے جاتے۔ حضرتؒ کے تبصرہ سے بندہ کو کتابوں کے بارے میں بہت آگاہی ہوتی۔ ایک دفعہ ایک کتاب جو کہ کتابت واختیار اشعار سے متعلق تھی اور نایاب تھی۔ اعجوبۂ روزگار تھی۔ بار بار دیکھنے لگے بندہ نے عرض کی کہ حضرت! یہ کتاب میں آپ کو ہدیۃً پیش کرتا ہوں۔ حضرتؒ نے بڑی خوشی سے قبول فرما کر بندہ کی دل جوئی کا سامان مہیا فرمایا۔ فجزاہ اللّٰہ احسن الجزاء! اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ اس کتاب کا دوسرا نسخہ بندہ کو مکتبہ سے مل گیا۔ فللّٰہ الحمد والمنۃ!

ذوق گفتگو بھی آپ کا نرالا تھا۔ شعر الفراق کے مقدمے میں مولانا محمد تقی عثمانی تحریر کرتے ہیں کہ سید نفیس بولتے ہیں تو پھول جھڑتے ہیں۔ بندہ عرض کرتا ہے کہ بلکہ موتی برستے ہیں، شاہانہ انداز تکلم، محبوبانہ لہجہ، اس پر نورانی چہرہ، انوار ہی انوار برستے۔

ذوق وضع وقطع عین شریعت کے مطابق تھا۔ داڑھی مونچھیں سنت نبوی کے مطابق۔ لباس عمدہ، سفید، صاف ستھرا، نورانی، ڈھیلا ڈھالا۔ بندہ جب حضرت شاہ صاحبؒ کے چہرہ انور پر نظر ڈالتا تو تصور میں حضرت زید بن علی بن حسینؓ کا نقشہ سامنے آجاتا۔

## سیادۃ خاندانی

حضرت شاہ صاحبؒ، حضرت زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم کی اولاد میں سے تھے اور حسینی سید تھے۔ چنانچہ ایک عزیز طالب علم کو رمضان مبارک میں عمرے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آخری عشرے میں اس نے خواب دیکھا کہ حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رشید احمد کو، عبدالوہاب کو، اور محمد نفیس الحسینی کو میرے سلام دینا۔ وہ طالب علم تقریباً ان تینوں حضرات کو نہیں جانتا تھا۔ پوچھتے پوچھتے پہلے مولانا رشید احمدؒ کو کراچی میں جا کر سلام دیا۔ پھر رائے ونڈ میں بھائی عبدالوہاب کو، پھر حضرت سید محمد نفیس الحسینیؒ کو۔ بندہ حضرت کی مجلس میں حاضر تھا اور میرے سامنے وہ طالب علم حضرتؒ کو آہستہ آواز میں خواب سناتا رہا۔ بندہ قدرے دور ہونے کی وجہ سے سن نہیں سکا۔ جب وہ سنانے سے فارغ ہوگیا تو حضرتؒ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ: ''انہیں سناؤ'' وہ بندہ کے قریب ہوا تو اتنے میں حضرتؒ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا یہ کچھ آپ کو سنائے گا۔ بندہ یہ سمجھا کہ شاید کچھ اشعار بنائے ہوں گے وہ سنانا چاہتا ہے۔ کیونکہ ایسے مواقع پر ایسے لوگوں کو حضرتؒ بندہ کے سپرد فرمادیتے تھے۔ وہ سنانے کے لئے طیار ہی ہوا کہ بندہ نے اسے ذرا تندی سے کہا کہ بھائی سناؤ! کیا سناؤ گے؟ اس نے اپنا سارا واقعہ سنا دیا۔ یہ ہیں ''سید محمد نفیس الحسینیؒ''

اسی طرح ایک دفعہ جامعہ صدیق اکبر ابدالی مسجد میں حضرتؒ تشریف لائے ہوئے تھے۔ غالباً نماز عصر کے بعد کا وقت تھا۔ مجھے فرمایا: کہ میرے قریب آجاؤ اور فرمایا: کہ باقی تمام ساتھی تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جائیں۔ تخلیہ میں بندہ کو فرمایا کہ لاہور میں ایک نوجوان جسے میں نہیں جانتا تھا۔ آیا اور یہ خط دے کر فوراً واپس باہر چلا گیا۔ اسے پڑھو! بندہ نے اسے پڑھا تو دنگ رہ گیا۔ اس میں لکھا تھا کہ مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: سید محمد نفیس الحسینی کو سلام دینا اور یہ شعر سنا دینا۔ شعر عربی میں تھا اور وہ نوجوان ان پڑھ تھا۔ عربی و فارسی سے ناواقف تھا۔ بلکہ اردو بھی برائے نام جانتا تھا۔ شعر کا مطلب کچھ یوں تھا کہ سادات کو چاہئے کہ وسعت ظرفی اور سخاوت سے کام لیں۔ یہ ہیں ہمارے سید محمد نفیس الحسینی۔ سید کی تین صفات ہیں۔ سخی، سوہنا، سورما (بہادر)۔ دیکھنے والوں، ملنے والوں اور معاملہ رکھنے والوں کو معلوم ہے کہ حضرتؒ میں یہ تینوں صفات علی وجہ الاتم پائی جاتی تھیں۔ ہر ایک صفت کی دلائل و واقعات سے تفصیل کی جائے تو مضمون طویل ہو جائے گا۔

## حضرت شاہ صاحبؒ سے بندہ کا تعلق

حدیث پاک ہے کہ عالم ارواح میں جن روحوں کی باہمی محبت، تعلق اور تآلف ہو، ان کی دنیا میں بھی باہمی محبت، تعلق اور تآلف ہوگا اور جن کا وہاں تناکر ہوا۔ ان کا دنیا میں بھی تناکر ہوگا۔ اس حدیثی اصول کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؒ سے بندہ کا تعلق و محبت عالم ارواح کی فطری مناسبت سے ہی ہے۔ حضرتؒ کی زیارت سے پہلے ہی مختلف حضرات سے حضرتؒ کے حالات سن کر فریفتگی کی حد تک دلی تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ تقریباً ۳۵ سال سے بندہ کا حضرتؒ سے تعلق قائم رہا ہے۔ بحمد اللہ حضرتؒ بھی بہت محبت و شفقت فرماتے تھے۔ جب بندہ حاضر خدمت ہوتا تو سلام و مصافحہ کرتے ہوئے بندہ عرض کرتا۔ ''ملتان سے خدا بخش'' تو آپ سلام کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ''خدا آپ کو بخشے'' بندہ آمین کہتا۔

حضرتؒ سے بندہ کی وابستگی اور محبت کی بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔ بارہا مجلس کے ساتھیوں اور مریدین سے فرمایا کہ بھائی کوئی ہے جوان مولوی صاحب کو روکے یہ تو لاہور کی ساری کتابیں ملتان جمع کئے جارہے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرتؒ اسماء الٰہی کی کتابت فرمارہے تھے۔ اکثر لکھے جاچکے تھے۔ جہاں بندہ مجلس میں بیٹھا تھا وہاں سے قریب ہی رکھے تھے، تو حضرتؒ نے محبت بھرے انداز سے فرمایا کہ بھائی! ان مولوی صاحب کو یہ اسماء نہ دکھانا! ورنہ یہ غلطیاں نکالیں گے۔ بندہ کے قریب ہی تو رکھے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد بندہ از خود اٹھا کر دیکھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ایک لفظ کی کتابت میں مسامحت تھی۔ بندہ نے گذارش کی کہ حضرت! اس کی اصلاح فرمالیں۔ حضرتؒ نے ساتھیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''میں نے کہا نہیں تھا کہ یہ غلطیاں نکالیں گے۔'' یہ حضرتؒ کی بندہ پر شفقت تھی۔ مہربانی تھی اور عنایت تھی۔ ع

خوب تھی شفقت نمایاں میں تو اس قابل نہ تھا

## آخری رمضان میں حاضری

۱۴۲۸ھ کے رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں حسب سابق خانقاہ نفیسیہ میں حاضر ہوا۔ سب سے پہلے حضرت مولانا عبدالحلیم چشتی مدظلہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرتؒ کمرۂ خاص میں تشریف فرما تھے۔ احقر نے مولانا سے حضرتؒ کے بارے میں استفسار کیا تو مولانا نے بتایا کہ حضرت علیل ہیں۔ لیکن چہرے پر انوار برس رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب حاضری ہوئی اور دیکھا تو واقعی انوار برس رہے تھے اور حضرتؒ کا اس دفعہ رنگ ہی کچھ اور تھا۔ بندہ نے اپنا تعارف کراتے ہوئے اور مصافحہ کرتے ہوئے سلام مسنون پیش کیا۔ تو انداز گفتگو ہی کچھ اور تھا۔ حسب سابق مزاح اور دل لگی کی کوئی بات نہ تھی۔ فرمانے لگے آپ آتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے۔ اسی قسم کی کچھ اور باتیں بھی ارشاد فرمائیں۔ اتنے میں حضرت مولانا محمد افضل مدظلہ بندہ کے قریب تشریف فرما ہوئے اور حضرتؒ کا روئے سخن ان کی طرف ہوگیا۔ انہیں بندہ کے بارے میں فرمانے لگے۔ یہ ہمارے دیرینہ آشنا ہیں اور کبھی کچھ ارشاد فرماتے، کبھی کچھ۔ حتیٰ کہ مولانا محمد افضل مدظلہ بعد میں فرمانے لگے کہ مجھے تو رشک آرہا تھا۔ اس کے بعد بھائی رضوان کو خطاب کر کے فرمایا کہ او بھائی ان کا نام بھی لکھ لو بندہ سمجھا کہ کوئی کتاب تقسیم فرمارہے ہوں گے۔ کیونکہ بندہ کے لئے تو کتاب دو اور دو چار روٹیوں والی بات ہے۔ وذلك فضل الله!

بعد میں بھائی رضوان نے معتقدین کی فہرست لا کر بندہ کو دکھائی۔ جس میں بندہ کا نام بھی درج تھا۔ یہ ایک عظیم سید کی طرف سے عظیم مہربانی ایک ادنیٰ فقیر و مفلس پر تھی۔

توقع سے ترے لطف و کرم کو بیشتر پایا
میں خود شرما گیا جب اپنا دامن مختصر پایا

تھوڑی دیر بعد بندہ نے حضرتؒ کی خدمت میں گذارش کی کہ: ''حضرت! آپ نے جن ساتھیوں پر اعتماد کیا ہے۔ ان سب کی ذمہ داری آپ پر ہے۔'' پھر بندہ نے حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کا ایک واقعہ ذکر کیا جو مہر منیر میں مذکور ہے کہ حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ نے اپنے بیٹے حضرت بابوجیؒ کو فرمایا کہ لوگوں کو سلسلہ طریقت میں بیعت کرنا اور ذکر و فکر بتایا کرنا۔ انہوں نے کہا کہ ما بیعت نا کرنا (کہ میں بیعت نہیں کروں گا) پھر دوبارہ سہ بارہ پیر صاحبؒ نے توجہ دلائی تو بابوجیؒ نے کہا کہ اس شرط پر بیعت کروں گا کہ میرے مریدوں کی ذمہ داری آپ لیں۔ حضرت پیر صاحبؒ نے فرمایا: کہ اچھا اللہ خیر کرے گا۔ بابوجیؒ نے بڑے اصرار کے ساتھ کہا کہ نہیں۔ الا یہ کہ صراحتاً! آپ وعدہ کریں۔ حضرت پیر صاحبؒ نے فرمایا: ''اچھا یار! ما وعدہ کرنا'' اس پر بابوجیؒ مطمئن ہو کر خاموش ہوگئے۔ یہ واقعہ سنا کر بندہ نے مکرر گذارش کی کہ حضرت! ان معتقدین کی ذمے داری آپ پر ہے۔ تو حضرتؒ نے فرمایا کہ: ''میں یہ ذمے داری قبول کرتا ہوں۔'' اس پر سارے ساتھی بہت خوش ہوئے۔ بندہ نے بعد میں حضرت مولانا منظور احمد صاحب مدظلہ، مدرس جامعہ خیر المدارس سے گذارش کی کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے معتقدین پر میرا حق ہے کہ میں یہ

درخواست کروں کہ وہ مجھے یہ دعا دیں کہ جزاک اللہ! مولانا منظور احمد مدظلہ نے جواباً تین مرتبہ فرمایا کہ جزاک اللہ! جزاک اللہ!! جزاک اللہ!!! بندہ نے عرض کی، آمین۔ حضرتؒ نے آدھے گھنٹے کے بعد فرمایا: ''پیر صاحبؒ والی بات پھر سناؤ تو؟'' بندہ نے پھر وہی بات دہرائی اور حضرتؒ بہت محظوظ ہوئے۔

دوسرے دن بندہ نے اجازت سفر مانگی اور کچھ باتیں ہونے لگیں۔ بندہ نے گذارش کی کہ حضرت! بندہ کی لائبریری کے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ تعمیر کی توفیق دے۔ اس سے پہلے بھی بندہ نے بارہا گذارش کی اور حضرتؒ نے بھی بارہا فرمایا: کہ آپ کی لائبریری بن جائے گی۔ پھر بھائی رضوان کو مخاطب ہوکر فرمایا: کہ بھائی! اب کچھ آئے تو ان کا خیال رکھنا!۔ اس دن پھر فرمایا: کہ وہ پیر صاحبؒ والی بات سناؤ تو!۔ بندہ نے پھر وہی بات دہرائی اور حضرت بہت محظوظ ہوئے۔ پھر ساتھیوں کو خطاب کرکے فرمایا کہ یہ مولوی صاحب آدھے نہیں پونے بریلوی ہیں۔ اس کے بعد مصافحہ کرکے بندہ رخصت ہوا۔ عزیز مولانا سیف اللہ اختر مدظلہ کے کمرے میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ حضرتؒ کا پیغام آیا کہ حضرت آپ کو بلا رہے ہیں۔ بندہ حاضر ہوا تو حضرتؒ نے تعمیر لائبریری کے لئے بیس ہزار روپے عنایت فرمائے۔ عیدالفطر کے دن حضرتؒ نے پروفیسر مولانا عبدالماجد ندیم مدظلہ کے ذریعے دو لاکھ روپے تعمیر لائبریری کے لئے بھجوائے۔ مولانا عبدالماجد مدظلہ حضرتؒ کے ہاں عید پڑھتے ہی بذریعہ کار چل پڑے تھے۔ ملتان میں داخل ہوتے ہی پہلے حضرتؒ کی امانت پہنچائی بعد میں اپنے گھر تشریف لے گئے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء!

حضرتؒ کی وفات سے پہلے جمعہ کو بندہ ڈاکٹر ہسپتال میں حضرتؒ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرتؒ ہوش میں تھے۔ سلام کا جواب دیا۔ دھیمی دھیمی آواز میں خیر خیریت کی باتیں کیں۔ پھر وفات کے بعد حضرتؒ کے جنازے میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے شرکت نصیب ہوئی۔ فللہ الحمد! جنازہ کیا تھا؟ ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سیل بے کراں تھا۔

عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے نکلا

---

## مرکز ختم نبوت اٹک میں ہفتہ وار درس حدیث اور ماہانہ مشاورت کا آغاز

اٹک: ۱۷ محرم الحرام ۲۷ فروری ۲۰۰۸ء مرکز ختم نبوت اٹک میں ضلع امیر جناب قاضی محمد ابراہیم الحسینی صاحب نے ترجیحی نشست اور درس حدیث کا آغاز فرمایا اور عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت پر مفصل بیان فرمایا۔ اس نشست میں کثیر تعداد میں اہل محلہ اور جماعتی احباب نے شرکت فرمائی۔

حضرت امیر صاحب کے اعلان کے مطابق یہ انگریزی مہینے کا پہلا جمعہ پڑھیں گے اور جمعہ کی نماز کے بعد ماہانہ مجلس مشاورت ہوگی۔ اس کے علاوہ ہر ہفتہ کو بعد از نماز مغرب درس حدیث و ترجیحی نشست ہوگی۔ تمام احباب و مسلمین کو دعوت دی جاتی ہے۔

# سید نفیس الحسینیؒ ...... حالات وخدمات!

## اجداد کرام

سید نفیس الحسینی اس عہد میں پاکستان کے بزرگ ترین خطاط اور شیخ طریقت تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب قطب الاقطاب خواجۂ دکن سید محمد حسینی گیسودراز تک پہنچتا ہے۔ سادات گیسودراز پنجاب کے مطابق آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔

سید نفیس الحسینی بن سید محمد اشرف علی بن سید بڈھن شاہ بن سید محمد شاہ حسینی بن سید شاہ محمد سلیم بن سید شاہ محمد صالح بن شاہ عبدالکریم حسینی مہاجر مکی بن سید شاہ گل محمد حسینی بن شاہ حفیظ اللہ حسینی بن شاہ اسداللہ حسینی بن سید عبداللہ حسینی بن سید محمد صوفی حسینی گلبرگوی بن سید احمد حسینی بن خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ حسینی بن حضرت سید یوسف المعروف محمد اصغر حسینی گلبرگوی بن حضرت سید محمد حسینی گیسودراز قدس سرہ۔

حضرت شاہ حفیظ اللہ حسینیؒ سنہ ۱۱۳۴ھ میں گلبرگہ شریف سے بغرض تبلیغ اسلام منتقل ہوکر سیالکوٹ آبسے تھے۔ آپ کے صاحبزادے سید گل محمد حسینیؒ تھے۔ سید گل محمد حسینیؒ کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالکریم حسینیؒ تھے۔ جو موضع منگل کملا (تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ) میں قیام پذیر تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ مع اہل وعیال حرمین شریفین تشریف لے گئے اور وہاں درس وتدریس کا شغل اختیار کیا۔ آپ تادم آخر وہیں رہے۔ حضرت شاہ عبدالکریم حسینیؒ کے صاحبزادے حضرت شاہ محمد صالح تھے جو عوام میں صالحوں شاہ کے نام سے مشہور تھے۔ آپ عارف ربانی اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ موضع کرنگالی (تحصیل پسرور) میں آپ اکثر اوقات بسر فرماتے۔ وہاں آپ نے ایک چھوٹی سی مسجد بھی تعمیر فرمائی جو تاحال موجود ہے۔ تخمیناً آپ نے بارھویں صدی ہجری کے آخر یا تیرھویں صدی ہجری کے آغاز میں وفات پائی اور قبرستان کرنگالی میں مدفون ہوئے۔ حضرت شاہ محمد صالح حسینیؒ کے ایک ہی فرزند تھے یعنی حضرت شاہ محمد سلیمؒ جن کا مسکن ومدفن موضع منگل کملا ہی تھا۔ حضرت شاہ محمد سلیمؒ کے دوسرے صاحبزادے شاہ غلام محمدؒ تھے۔ بڑے صاحبزادے حضرت سید محمد شاہؒ تھے۔ جو ایک ولی کامل، متوکل علی اللہ درویش اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ نے عمر کا بیشتر حصہ موضع الھڑ (تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ) میں گذارا۔ آپ ہی کے زمانے میں امام المجاہدین حضرت سید احمد شہیدؒ کی جماعت مجاہدین کے سکھوں سے معرکے ہوئے۔ جن میں غازیان اسلام نے شجاعت، جاں سپاری اور ایثار کی نئی تاریخ رقم کی۔ حضرت سید محمد شاہؒ حاذق وکامل طبیب بھی تھے۔ آپ دوا اور دعا دونوں سے مخلوق خدا کو مستفید فرماتے۔ آپ نے موضع الھڑ کے مشرق میں ایک مسجد بھی تعمیر فرمائی جو برسوں آپ کے اذکار واشغال سے معمور رہی۔ آپ کی وفات سنہ ۱۸۶۰ء کے کچھ ہی بعد ہوئی۔

سید محمد شاہؒ کی دو ازواج سے چھ بیٹے تھے۔ آپ کی اہلیہ ثانیہ شاہ صاحب کی وفات کے بعد اپنے تین بیٹوں کو لے کر گھوڑیالہ غربی منتقل ہوگئیں۔ آپ کے صاحبزادے سید بڈھن شاہؒ نے عمر کا بقیہ حصہ گھوڑیالہ ہی میں

گذارا۔ جہاں آپ کا انتقال مورخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۱۴ء بوقت طلوع فجر ہوا۔ سید بڈھن شاہ کے سات صاجزادے تھے۔ جن میں پانچویں نمبر پر سید محمد اشرف علی سید القلم تھے۔ آپ فن خطاطی میں مہارت رکھتے تھے۔ نیز طبیب بھی تھے۔ فن خطاطی آپ نے اپنے تایازاد بھائیوں حکیم سید محمد عالم شاہ (ولادت ۱۶؍محرم الحرام ۱۳۰۱ھ مطابق ۷؍نومبر ۱۸۸۳ء، وفات ۴؍جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ مطابق ۸؍جون ۱۹۴۳ء) اور حکیم سید نیک عالم شاہ (ولادت ۱۸۹۵ء، وفات ۲۸؍جمادی الاوّل ۱۳۸۷ھ مطابق ۴؍ستمبر ۱۹۶۷ء) سے اکتساب فن کیا اور سنہ ۱۹۲۲ء میں باقاعدہ کتابت کا آغاز کیا۔ ۱۹۳۰ء میں آپ کا کتابت کردہ پہلا قرآن پاک مطبع قیومی (کانپور) سے شائع ہوا۔ ابتداء میں آپ صرف خط نستعلیق لکھتے تھے۔ خفی اور جلی نستعلیق میں آپ کا قلم جادو رقم تھا۔ بعد میں کتابت کلام الٰہی سے آپ کو خاص شغف ہوگیا اور صرف قرآن پاک لکھنے لگے۔ آپ نے زندگی میں سولہ مرتبہ قرآن پاک کی کتابت کی سعادت حاصل کی۔ جن میں سے کچھ پارے تاج کمپنی نے بھی شائع کئے۔ تقسیم برصغیر سے کچھ قبل لاہور کے اشاعتی ادارے پبلشرز یونائیٹڈ نے کلام پاک کی اشاعت کے لئے جب مختلف خطاطوں سے نمونے طلب کئے تو پورے پنجاب میں آپ ہی کے خط کو کلام پاک کی کتابت کے لئے بہترین قرار دیا گیا۔ اس کلام پاک کا متن آپ ہی نے کتابت کیا۔ جب کہ ترجمہ کی کتابت منشی الماس رقم مرحوم نے کی تھی۔ کچھ عرصہ قبل مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی تفسیر معارف القرآن، مدرسہ الحسینیہ، شہداد پور، سندھ سے نہایت اہتمام سے شائع ہوئی ہے۔ جس میں کلام پاک کا متن آپ ہی کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامک پبلی کیشنز لاہور اور ادارہ بیان القرآن لاہور نے آپ کے کتابت کردہ مصاحف شائع کئے ہیں۔ آپ کا انتقال مورخہ ۳۰؍ربیع الاوّل ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۸؍اگست ۱۹۹۵ء کو لاہور میں ہوا اور تدفین قبرستان میانی صاحب لاہور میں ہوئی۔

سید محمد اشرف علیؒ سید القلم کے چار صاجزادے ہیں۔ جن میں سب سے بڑے ہمارے ممدوح حضرت سید نفیس الحسینی تھے۔ آپ کے بعد علی الترتیب سید منور حسین زیدی، سید دلاور حسین جاوید اور سید محمد سرور حسین ہیں۔

## ذاتی حالات

سید انور حسین نفیس رقم المعروف سید نفیس الحسینیؒ ۱۴؍ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۱؍مارچ ۱۹۳۳ء کو گھوڑیالہ (ضلع سیالکوٹ) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جب ہوش سنبھالا اس وقت آپ کا گھرانہ فن خطاطی کا بڑا مرکز تھا۔ جس میں تین ماہر فن اساتذہ حکیم سید محمد عالم صاحب، حکیم سید نیک عالم صاحب اور سید محمد اشرف علی سید القلم صاحب خطاطی سے شغل رکھتے تھے۔ دور ونزدیک سے فن خطاطی کے طالب گھوڑیالہ آکر اس خانوادے سے اکتساب فن کرتے۔

سید نفیس شاہ صاحب کو اوائل عمری ہی سے فن خطاطی سے خاص تعلق تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ جب آپ کے والد محترم کتابت فرماتے، آپ دائیں جانب کھڑے ہوکر انہیں کتابت کرتے دیکھتے۔ اس کے علاوہ فارغ اوقات میں اپنی انگلیوں نیز ٹھیکریوں اور لکڑی سے زمین پر مشق کرتے۔ زمانہ طالب علمی میں آپ کا خط اپنے ہم

جماعتوں میں سب سے خوبصورت تھا۔ اسی وجہ سے دیگر طالب علم فرمائش کر کر کے اپنی کاپیوں پر آپ سے نام لکھواتے تھے۔ اسی دور کا واقعہ ہے کہ گھوڑیالہ کے ایک صاحب حافظ محمد علی جب دینی تعلیم کے حصول کے بعد واپس آئے تو زمانہ طالب علمی کے نوٹس کتابی شکل میں آپ سے قلمبند کرائے۔ ماضی قریب کے نامور نستعلیق نگار خطاط العصر محمد صدیق الماس رقم بھی آپ ہی کے خانوادے کے شاگرد یعنی حکیم سید محمد عالم شاہ صاحب اور حکیم سید نیک عالم شاہ صاحب کے شاگرد تھے۔ جب وہ لاہور سے گھوڑیالہ آئے اور آپ کی کتابت دیکھی تو بہت خوش ہوئے اور آپ کے والد محترم کے سامنے آپ کی تعریف کی اس زمانے میں آپ نے لیتھو کتابت کا آغاز بھی کر دیا تھا۔ آپ نے ۱۹۴۶ء میں آریہ ہائی سکول بھوپالوالہ (موجودہ جناح اسلامیہ ہائی سکول) سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔

آپ ابھی دسویں جماعت میں داخل ہی ہوئے تھے کہ تقسیم برصغیر عمل میں آئی۔ تقسیم سے کچھ ہی قبل آپ گھوڑیالہ سے فیصل آباد (سابقہ لائل پور) منتقل ہو گئے اور ۱۹۴۸ء میں سٹی مسلم ہائی سکول فیصل آباد سے میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اس کے بعد ۱۹۴۹ء میں گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں داخلہ لیا اور ایف۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے فن خطاطی کو بھی بطور ذریعہ معاش جاری رکھا۔ سب سے پہلے آپ کے والد مکرم نے آپ کو ''خطبات علمی'' کتابت کرنے کے لئے دیئے۔ جس کی آپ نے نسخ اور نستعلیق دونوں میں کتابت کی۔ اس کے بعد آپ نے سیرت کی معروف کتاب ''رحمۃ للعالمین'' مؤلفہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری حصہ اول کی کتابت کی۔ جسے لاہور کے معروف ناشر کتب شیخ غلام علی اینڈ سنز نے شائع کیا۔ بعد ازاں آپ نے ''تاریخ گلدستۂ پاکستان'' کی اس قدر عمدہ کتابت کی کہ فیصل آباد میں آپ کی کتابت کی شہرت ہو گئی اور لوگ کام لے لے کر آپ کے پاس آنے لگے۔ جب فیصل آباد سے روزنامہ انصاف جاری ہوا تو آپ نے پہلے شمارے کے پورے صفحے کے لئے علامہ اقبال کی مشہور نظم ''لا الہ الا اللہ'' کی کتابت کی۔ یہیں سے اخباری کتابت کا آغاز کیا۔ فیصل آباد سے نکلنے والے ایک اور روزنامے ''غریب'' کے ابتدائی زمانے میں بھی آپ نے کتابت کا کچھ عرصہ کام کیا۔

۲۳ ستمبر ۱۹۵۱ء کو شاہ صاحب فیصل آباد سے لاہور منتقل ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد منشی تاج الدین زریں رقم سے تعارف ہوا۔ جو آپ کے والد مکرم کے دوستوں میں تھے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اسے شاہ صاحب اپنے متعدد مقالات میں بھی تحریر فرما چکے ہیں کہ آپ نے مشق و استفادہ صرف اور صرف اپنے والد مکرم ہی سے کیا اور زریں رقم سے آپ کا تعلق استاد شاگرد کا نہیں بلکہ مشفق بزرگ کا تھا۔ اس حقیقت کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ شاہ صاحب زریں رقم سے ملاقات سے قبل ہی فن خطاطی میں مہارت حاصل کر چکے تھے اور فیصل آباد کی سطح تک نام بھی کما چکے تھے۔ آپ کا گھرانہ خود باکمال اساتذہ کا مرکز تھا۔ اس صورت میں بقول شاہ صاحب ''جس کے گھر میں گنگا بہہ رہی ہو اسے کہیں اور جانے کی کیا ضرورت تھی'' حقیقت میں زریں رقم نے اس عہد کے دیگر نوجوان خطاطوں کی طرح آپ کی بھی سرپرستی فرمائی اور پہلے روزنامہ احسان اور پھر روزنامہ نوائے وقت میں بطور خطاط اعلیٰ ملازمت دلائی۔

اس دور میں اخبارات میں خوبصورت اور خوش خط سرخیاں لکھنے کی روش چل نکلی تھی۔ ۱۹۵۲ء میں آپ کا تقرر روزنامہ نوائے وقت میں بحیثیت خطاط اعلیٰ ہوگیا۔ جہاں آپ نے اپنے فن کے خوب خوب جوہر دکھائے اور خط نستعلیق کے علاوہ نسخ، ثلث، طغرا اور خط تاج میں کمال فن کا مظاہرہ کیا۔ اسی دور میں علامہ سید سلیمان ندویؒ کے انتقال کی جلی خبر آپ نے خط ثلث میں لکھ کر سرخی نویسی میں ایک نئے خط کا اضافہ کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نوائے وقت میں ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک تقریباً پانچ سال بطور خطاط اعلیٰ رہے۔ جب آپ نے نوائے وقت میں ملازمت کا آغاز کیا تو آپ کی عمر بہ مشکل ۱۹ برس اور اخبار چھوڑتے وقت محض ۲۳ برس تھی۔ اس دور کو نصف صدی گذر چکی اور اس درمیان نوائے وقت میں اور بھی خطاط آئے اور گئے۔ لیکن اس اخبار کی تاریخ میں فن خطاطی کے لحاظ سے آپ ہی کا سنہری دور تھا۔ اب بھی فن خطاطی سے تعلق رکھنے والے حضرت شاہ صاحبؒ کی نوائے وقت کے لئے لکھی خوبصورت سرخیوں کو یاد کرتے ہیں۔ بلکہ بعض شوقین حضرات نے ان خوبصورت سرخیوں کو اب تک محفوظ رکھا ہے۔

۱۹۵۶ء میں جب حضرت شاہ صاحبؒ کی عمر محض ۲۳ برس تھی، آپ کو پاکستان خوش نویس یونین لاہور کا صدر منتخب کیا گیا۔ اسی سال آپ نے نوائے وقت سے استعفیٰ دے دیا اور آزادانہ طور پر خطاطی کا کام کرنے لگے۔ نوائے وقت سے استعفیٰ شاہ صاحبؒ کی فنی اور روحانی زندگی کا اہم موڑ ہے۔ اس طرح آپ نے نہ صرف اخبار کی ملازمت سے استعفیٰ دیا بلکہ اس کے بعد تمام عمر کسی طرح کی ملازمت نہ کی۔ نوائے وقت کے بانی اور اس وقت مدیر اعلیٰ حمید نظامی مرحوم، شاہ صاحبؒ کی خطاطی کو بے حد پسند کرتے تھے اور خواہش مند تھے کہ آپ دوبارہ اخبار سے تعلق قائم کرلیں۔ لیکن شاہ صاحبؒ جو فیصلہ کر چکے تھے اس پر ثابت قدم رہے۔

۱۹۵۷ء شاہ صاحبؒ کی زندگی کا اس لحاظ سے اہم ترین سال ثابت ہوا کہ اسی سال برصغیر کے نامور روحانی بزرگ اور شیخ طریقت حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ (وفات ۱۶؍اگست ۱۹۶۲ء) سے بیعت ہونے کا آپ کو شرف حاصل ہوا۔ یہ وہ شرف ہے جو شاہ صاحبؒ کے نزدیک حاصل زندگی ہے۔

## روحانی ارتقاء

حضرت شاہ صاحبؒ کا ۴۸۔۱۹۴۷ء میں قیام فیصل آباد میں اپنے ماموں مولانا سید محمد اسلم صاحبؒ کے ہاں رہا۔ جو فاضل دیوبند تھے۔ اسی دور میں آپ کا خصوصی تعلق جناب صوفی مقبول احمد صاحبؒ سے بھی تھا۔ جو شاہ صاحب کے حقیقی خالو تھے۔ صوفی صاحب، بقول شاہ صاحبؒ وہ پاک نفس بزرگ تھے جن کی چھپن سال تک کبھی تہجد قضاء نہیں ہوئی۔ ان بزرگوں اور خاندانی اثرات کی بناء پر شاہ صاحبؒ کا میلان طبع ابتداء سے ہی تصوف کی جانب تھا۔ مگر حضرت رائے پوریؒ کی صحبت نے اس تعلق کو اس قدر گہرا کر دیا کہ آپ اہل اللہ کے رنگ میں رنگ گئے۔ اس بارے میں ڈاکٹر عبادت بریلوی نے تحریر فرمایا:

''وہ (شاہ صاحبؒ) عین عالم شباب میں مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے۔ ان سے بیعت کرلی اور ان سے یہ ارادت اس قدر بڑھی کہ شاہ صاحبؒ نے ان کے وطن رائے پور ضلع

سہارنپور میں جاکر مہینوں قیام کیا اور ان کے زیر سایہ طریقت کی مختلف منزلوں سے آشنا ہوئے۔ چند سال قبل جب حضرت رائے پوری صاحبؒ کا وصال ہوا تب بھی شاہ صاحبؒ کی ارادت ان سے قائم رہی۔ حضرت رائے پوریؒ کی ذات گرامی کے ساتھ جو قرب انہیں حاصل رہا اس نے ان کی دنیا ہی بدل دی اور اس کی بدولت وہ روحانیت کی ایسی منزلوں سے ہمکنار ہوئے جو کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہیں۔ اس اعتبار سے وہ ایک خوش قسمت انسان ہیں۔''

شاہ صاحبؒ کے فنی اور روحانی مقام کے بارے میں مختلف حضرات نے لکھا ہے جن میں غلام نظام الدین مرولوی مرحوم بھی شامل ہیں۔ وہ اپنے مضمون ''فن کار سے ملئے'' میں لکھتے ہیں:

''شاہ صاحبؒ نے اپنے شیخ کی صفات کو کامل طور پر جذب کرلیا ہے۔ کم کھانا اور کم سونا، جاگتے ہوئے باوضو رہنا اور دوزانو بیٹھنا، یہ چیزیں مشائخ کی صحبت کے سوا کہاں سے حاصل ہوسکتی ہیں؟ شاہ صاحبؒ دوران کتابت دایاں گھٹنا اٹھا کر اور بایاں تہ کر کے رکھتے ہیں اور ساتھ ہی زیر لب اوراد جاری رکھتے ہیں۔ گفتگو میں آواز دھیمی اور الفاظ قلیل استعمال کرتے ہیں۔ نفلی روزوں اور نفلی عبادتوں کا بڑا شوق رکھتے ہیں ہفت روزہ چٹان کے دفتر میں انہوں نے ایک کمرہ اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ یہاں ان کے شاگردوں کی ایک جماعت اور ملنے والوں کا ہجوم اکثر دیکھا جاتا ہے۔ لیکن شاہ صاحبؒ کے معمولات اور شاگردوں کے حسن اخلاق کی وجہ سے وہاں ایک خانقاہی ماحول تشکیل پاگیا ہے۔ جس میں نووارد قلبی آسودگی اور روحانی بالیدگی محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔''

## خطاطی اور خطاطوں کے لئے خدمات

۱۹۵۶ء میں نوائے وقت سے استعفیٰ کے بعد آپ نے کبھی ملازمت نہیں کی اور آزادانہ طور پر خطاطی کا کام کیا۔ ۱۹۵۶ء سے ۱۹۷۰ء تک چٹان بلڈنگ کے ایک کمرے میں اور ۱۹۷۰ء سے ماضی قریب تک آپ گھر پر ہی نوادر خطاطی کی تخلیق اور نو واردان فن خطاطی کی تربیت کا کام کرتے رہے۔ اس وقت بھی فن خطاطی کے شائقین آپ سے اصلاح کا تعلق قائم کئے ہوئے ہیں اور یہ چشمۂ فیض پچاس سال سے زائد عرصے سے برابر جاری ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس عہد میں آپ کے علاوہ کسی اور خطاط سے اس کثیر تعداد میں تلامذہ نے اکتساب فن نہ کیا۔ اسی طرح شاہ صاحبؒ سے زیادہ کسی خطاط نے کتب کے سرورق نہیں لکھے۔ اس کثرت کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جاسکتا ہے کہ دنیا کی شاید ہی کوئی لائبریری ہوگی جس میں پاکستان کی مطبوعہ دینی وعلمی کتب موجود نہ ہوں اور ان میں شاہ صاحبؒ کے خوب صورت خط میں کوئی نمونہ نہ ہو۔ اس حقیقت کا ادراک راقم کو بعض بیرونی ممالک کے کتب خانوں میں جاکر ہوا۔ چند ماہ قبل جب راقم کو عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی تو مسجد نبویﷺ اور روضۂ رسولﷺ پر حاضر ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مسجد نبویﷺ کے وسط میں ایک عمدہ کتب خانہ اور شعبۂ مخطوطات بھی ہے۔ راقم جب وہاں حاضر ہوا تو کتب خانہ میں شاہ صاحبؒ کے لکھے سرورق اور شعبۂ مخطوطات میں شاہ صاحبؒ کا لکھا متفرق خطوط میں درود شریف دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ خود پاکستان میں یہ عالم ہے کہ اس وقت شاہ صاحبؒ کو فن خطاطی میں امامت کا مقام حاصل ہے۔ اگر کوئی اس فن پر تحقیق کرنا چاہے یا معلومات حاصل کرنا چاہے تو سب سے پہلے آپ ہی کا نام نامی ذہن میں آتا ہے۔ اس وقت پاکستانی خطاطوں کی اکثریت میں یا تو براہ راست آپ کے

تلامذہ موجود ہیں۔جنہوں نے آپ سے براہ راست اکتساب فن نہ کیا وہ بھی آپ کا احترام ایک بزرگ اور ایک استاد کی طرح کرتے ہیں۔

شاہ صاحبؒ نے فن خطاطی اور خطاطوں کے لئے جو بیش بہا خدمات انجام دیں ان میں خطاطوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کی مراعات کے لئے جدوجہد اب تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔آپ ۱۹۷۲ء پاکستان خوش نویس یونین اور عامل صحافی یونین کے مشترکہ صدر منتخب ہوئے۔عامل صحافی یونین کی صدارت آپ نے ۱۹۷۸ء تک کی۔ جب کہ پاکستان خوش نویس یونین کی صدارت یونین کی فعالیت تک آپ نے ہی کی اور آپ کے بعد اس کا کوئی صدر منتخب نہ ہوا۔ان عہدوں پر فائز ہو کر آپ نے خطاط برادری اور اخباری کارکنوں کو بہتر گریڈ اور بہتر مراعات دلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ان عہدوں کے علاوہ آپ ۱۹۷۶ء میں پاکستان نیوز پیپرز ایمپلائز کنفیڈریشن کے سینئر نائب صدر اور ۱۹۷۷ء میں آل پاکستان نیوز پیپرز ایمپلائز کنفیڈریشن کے صدر بھی منتخب ہوئے۔

فن خطاطی میں نمایاں خدمات کے صلے میں آپ کو جو اعزازات حاصل ہوئے ان میں حکومت پاکستان کی جانب سے پاکستان کے تمام خطاطوں میں پہلا پرائڈ آف پرفارمنس ایوارڈ اور گولڈ میڈل پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس کی نمائش خطاطی منعقدہ ۱۹۸۰ء میں اوّل انعام،قرآنی خطاطی کی کل پاکستان نمائش زیر اہتمام پاکستان پبلک ریلیشنز سوسائٹی لاہور منعقدہ ۱۹۸۲ء میں اوّل انعام شامل ہیں۔شاہ صاحب پاکستان کے واحد خطاط ہیں۔جنہیں بغداد میں ۱۹۸۸ء میں منعقدہ عالمی مقابلۂ خطاطی اور نمائش اور اسلامی ورثہ کے تحفظ کے بین الاقوامی کمیشن واقع استنبول کی جانب سے دوسرے عالمی مقابلۂ خطاطی ۱۹۸۹ء میں بطور منصف (Member of Jury) مدعو کیا گیا۔آپ دونوں مواقع پر تشریف لے گئے اور وہاں نہ صرف پاکستان کا نام روشن کیا بلکہ عالمی ماہرین خطاطی کو اپنے فن سے متاثر بھی کیا۔

## اخلاق وتعلیمات

یوں تو زندگی کے ہر شعبے میں اخلاقیات اور اخلاقی تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔بقول احمد شوقی

ولیس بعامرٍ بنیان قوم      اذا اخلاقھم کانت خرابا

ترجمہ: جب لوگوں کے اخلاق خراب ہو جائیں تو اس قوم کی عمارت بے بنیاد ہو جاتی ہے۔

لیکن تاریخ فن خطاطی کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اس پاکیزہ اور مقدس فن میں حصول کمال کے لئے باطنی پاکیزگی اور طہارت نفس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔یہ عین ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنی چرب زبانی اور چالاکی سے عارضی مدت کے لئے کچھ نام کمالے۔لیکن جریدۂ عالم پر ایک طویل مدت کے لئے اپنا نام ثبت کرانے کے لئے محض ریاضت اور مہارت ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ باطنی پاکیزگی بھی انتہائی ضروری ہے۔اس حوالے سے جب ہم شاہ صاحب کی سادہ اور باشرع زندگی اور اخلاق پر غور کرتے ہیں تو نہ صرف خطاطوں بلکہ صوفیاء اور اہل اللہ میں بھی آپ اپنی مثال آپ نظر آتے ہیں۔آپ ان لوگوں میں نہیں جو دین پر عمل کرنے کی بجائے محض وعظ ونصیحت سے کام لیتے ہیں۔آپ نے نہ صرف دین پر عمل کیا اور اخلاق کی نصیحت کی

بلکہ خود نمونہ بن کر دکھایا۔ جو شخص بھی آپ کی صحبت میں خواہ کچھ عرصے ہی بیٹھا ہو، یہ محسوس کئے بغیر نہیں کہ سکتا کہ آپ کے ہاں عمل پر کتنا زور دیا جاتا ہے اور یہی حسن عمل کی وہ خوشبو ہے جس سے شاہ صاحبؒ کی صحبت میں بیٹھنے والے اپنی مشام جاں کو معطر کرتے تھے۔ حسن عمل کی ہی وجہ سے آپ کی گفتگو میں وہ تاثیر پیدا ہو گئی تھی کہ از دل خیزد بر دل ریزد کا معاملہ معلوم ہوتا ہے۔ راقم برس ہا برس کے مشاہدے کی بناء پر کہہ سکتا ہے کہ شاہ صاحبؒ نے کبھی محض وعظ و نصیحت سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر خود کو عملی نمونہ بنا کر دکھایا ہے اور یہ شاہ صاحبؒ کی شخصیت میں جاذبیت اور کشش کا راز تھا۔ اس موضوع پر ڈاکٹر عبادت بریلوی نے بھی اپنے مضمون میں تحریر فرمایا:

''انہوں نے اپنے فکر و عمل سے بے شمار انسانوں کو صحیح راہ پر دین اسلام کا علم بردار اور راہ تصوف کا مسافر بنایا ہے۔ ان کی شخصیت میں جو سادگی اور نرمی، جو اخلاص اور جو محبت اور جو شرافت اور انسانیت ہے۔ اس کی سحر کاری کا یہ اثر ہوتا ہے کہ جو شخص بھی ان کے قریب آتا ہے اس کی دنیا ہی بدل جاتی ہے اور وہ شاہ صاحبؒ کے دکھائے ہوئے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔''

شاہ صاحب نے نہ صرف فن خطاطی میں بلکہ عام زندگی میں بھی ہمیشہ اپنے عمل سے بلند کردار اور بلند اخلاق پیش کیا ہے۔ آپ کی مجلس کے حاضرین یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہتے تھے کہ شاہ صاحب کو اپنے جذبات پر کس قدر قدرت ہے۔ مخالف خواہ کتنا ہی مشتعل کیوں نہ ہو۔ شاہ صاحبؒ کبھی سخت زبان استعمال نہیں کرتے تھے اور بالآخر اپنے بلند اخلاق اور جذبات پر قابو نیز مخالف کے ساتھ نرمی کے نتیجے میں اسے اپنا بنا لیتے تھے۔

جہاں تک فن خطاطی کا تعلق ہے، اس فن کے طالب علم اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہر دور میں نامور خطاط وہی پاک نفس ہستیاں تھیں جو باطنی پاکیزگی کے زیور سے آراستہ تھیں۔ یہ فن ہمیشہ صالحین کا رہا ہے۔ جیسا کہ سلطان علی مشہدی فرماتے ہیں کہ:

خط نوشتن شعار پاکان است
ہرزہ کشتن نہ کار پاکان است

داند آنکس کہ آشنائی دل است
کہ صفائی خط از صفائی دل است

ترجمہ: خوش خطی و خطاطی پاک بازوں کا شعار ہے۔ الٹی سیدھی لکیریں کھینچنا نفیس لوگوں کا کام نہیں۔ ہر اہل دل یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ خط میں صفائی صفائی دل سے آتی ہے۔

شاہ صاحبؒ کی فنی زندگی کا مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ آپ نے ہمیشہ یا تو نظریاتی کاموں کے لئے فن خطاطی کو استعمال کیا یا خالص علمی و ادبی کاموں کے لئے۔ آپ نے ہمیشہ اپنے تلامذہ کو بھی نظریاتی اور دینی کاموں ہی کی نصیحت کی۔ کئی معروف مصنفین نے آپ سے اپنی کتاب لکھنے کے لئے بڑی بڑی پیشکشیں کیں۔ مگر آپ نے ہمیشہ ان سے معذرت ہی کی اور اپنے وقت کا بڑا حصہ دینی کاموں پر صرف کیا۔ خواہ اس میں یافت کم ہی کیوں نہ ہوئی۔

## نوادر خطاطی

اس وقت شاہ صاحبؒ کی خطاطی کے متعدد نمونے قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، قطعات، کتب کے ٹائٹلوں کی شکل میں نہ صرف پاک وہند بلکہ دنیا کے ہر اس ملک میں پھیل چکے ہیں جہاں پاکستان کی مطبوعہ اردو، عربی، فارسی کتب موجود ہیں۔اس سے قبل شاہ صاحبؒ کی خطاطی کے نمونوں کی مسجد نبوی ﷺ میں موجودگی کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔اس سلسلے میں جب شاہ صاحبؒ کی مجلس میں راقم نے اپنے اس مشاہدے کا ذکر کیا تو شاہ صاحبؒ نے اس پر صاد کیا اور اس بارے میں دو دلچسپ واقعات سنائے۔

پہلا واقعہ یوں ہے کہ کئی برس قبل شاہ صاحب کا دہلی جانا ہوا۔اس موقع پر اردو بازار نزد جامع مسجد میں واقع کتب خانہ انجمن ترقی اردو بھی تشریف لے گئے۔کتابوں کی تلاش میں دیوان غالب کا ایک نسخہ بھی نظر آیا۔شاہ صاحب اسے بغور دیکھتے رہے۔جب صاحب کتب خانہ نے اس قدر غور سے دیکھنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرا ہی کتابت کردہ دیوان غالب مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی ۱۹۶۹ء کا عکس ہے جو علی گڑھ کے کسی ناشر نے چھاپا ہے۔حقیقت میں شاہ صاحب کا کتابت کردہ نسخہ اپنی اعلیٰ خطاطی کے لحاظ سے منفرد ترین ہے۔

دوسرا واقعہ کچھ یوں ہے کہ چند برس قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی غرض سے شاہ صاحبؒ برطانیہ تشریف لے گئے۔وہاں ایک روز دوران سفر نماز عصر کا وقت ہوگیا۔چنانچہ ایک چھوٹے سے قصبے کی چھوٹی مسجد میں نماز کے لئے اترے، بعد نماز امام مسجد سے تعارف ہوا۔جنہوں نے چائے کی دعوت دی۔سب حضرات ملحقہ کمرے میں چائے نوشی کے لئے گئے۔اس کمرے میں کئی دینی کتب بھی موجود تھیں۔جن میں بیشتر کے ٹائٹل شاہ صاحبؒ کے خوبصورت خط میں تھے۔

ان دو واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کے خطی نمونے کہاں کہاں پہنچ چکے ہیں۔خود راقم الحروف کو بعض بیرونی ممالک کے اسفار میں کئی کتب خانوں کی زیارت کے مواقع حاصل ہوئے۔کوئی کتب خانہ ایسا نہ ملا جس میں اردو مطبوعات ہوں اور شاہ صاحبؒ کے خط کا کوئی نہ کوئی نمونہ وہاں نہ ہو۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا شاہ صاحب کے خط کے نمونے تقریباً تمام عالم میں پھیل چکے ہیں۔راقم اس موضوع پر برس ہا برس سے کام کر رہا ہے۔انشاءاللہ شاہ صاحب کے نوادر خطاطی پر مشتمل خوبصورت مجموعہ بھی جلد شائع ہوگیا۔اس کے علاوہ آپ کے خطی نوادر کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

## کتب

دیوان غالب: دیوان غالب کے اس نسخے کو مجلس یادگار غالب، پنجاب یونیورسٹی لاہور نے غالب صدی کے موقع پر ۱۹۶۹ء میں شائع کیا۔یہ نسخہ نہ صرف کتابت بلکہ صحت کلام کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔اس کی کتابت کے حوالے سے مرتب دیوان غالب مولانا حامد علی خان لکھتے ہیں:

”اس کے حسن کتابت اور آرائش اوراق کے لئے ہم پاکستان کے نامور خطاط حضرت نفیس رقم کے ممنون

ہیں جن کی شبانہ روز محنت پر اس نسخے کا حرف حرف شاہد ہے۔“

کلام بلھے شاہ: کلام بلھے شاہ معروف طباعتی ادارے پیکیجز کی جانب سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔ اس کی کتابت کا ابوالاثر حفیظ جالندھری نے ہیروں اور لعلوں سے زیادہ روشن تر کتابت قرار دیا تھا۔

شعر ناب: یہ اردو اور فارسی شاعری کا خوبصورت انتخاب ہے۔ جسے غلام نظام الدین مرولوی نے مرتب کیا اور کتابت شاہ صاحب سے کرائی، اس کی اشاعت ۱۹۶۸ء میں ہوئی۔

سیرت سید احمد شہید: یہ کتاب مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تالیف ہے۔ اس کے دوسرے حصے کی مکمل کتابت شاہ صاحب نے اپنے خوبصورت خط میں بڑی مہارت سے کی تھی۔ افسوس ہے کہ یہ حصہ لکھنؤ میں چھپا لیکن آج بھی فنی لحاظ سے اس کی کتابت اپنی مثال آپ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کتاب کی اشاعت ۱۹۷۴ء۔

صلوٰۃ وسلام کے عنوان سے اربعین درود شریف بھی شاہ صاحب کے قلم سے خط نسخ کی عمدہ مثال ہے۔

نفائس القلم: یہ شاہ صاحبؒ کی خطاطی کے چند نمونوں پر مشتمل خوبصورت کتابچہ ہے۔ جسے مکتبہ نفیس لاہور کی جانب سے ۱۹۷۱ء میں شائع کیا گیا۔

## قطعات

مختلف خطوط خصوصاً ثلث، نسخ، نستعلیق، کوفی، دیوانی وغیرہ میں شاہ صاحبؒ نے متعدد قطعات کی خوبصورت خطاطی کی۔ ان مختلف خطوط میں درود ابراہیمی، اسمائے حسنیٰ اسماء النبی ﷺ کے قطعات کے علاوہ قرآنی آیات اور ختم نبوت کے حوالے سے قرآنی آیات اور احادیث کے قطعات موجود ہیں۔ یہاں یہ ذکر کرنا غیر مناسب نہیں کہ شاہ صاحبؒ نے تبلیغ دین اور افادہ عام کی خاطر ان قطعات کی اشاعت کی عام اجازت دے دی ہے۔ جو صاحب چاہیں اور جتنی تعداد میں چاہیں انہیں شائع کر سکتے ہیں۔

بے شمار کتب کے ٹائٹل مختلف خطوط میں ان ٹائٹلوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اب شاید ان سب کو جمع کرنا اور ان کی مکمل فہرست تیار کرنا ممکن نہیں۔ البتہ شاہ صاحب کی مخصوص طرز سے واقف اور خط شناس حضرات آپ کے خط کو بآسانی پہچان لیتے ہیں۔ ان ٹائٹلوں کا ایک انتخاب پیش نظر کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔

پاکستان کے دینی مدارس کے متعدد اسناد بھی شاہ صاحبؒ ہی کے قلم سے ہیں۔ قرآن پاک کا ایک پارہ طبع ہو چکا ہے۔ بعد ازاں قرآن پاک کے دو پاروں کی دوبارہ کتابت فرما چکے ہیں۔ تاج کمپنی کے مطبوعہ متعدد قرآنی نسخوں کے لئے الواح قرآنی شاہ صاحبؒ ہی کے قلم سے ہیں۔

## نقوش بر احجار

معرکۂ باٹا پور ۱۹۶۵ء کے متعدد کتبے شاہ صاحب نے لکھے جو آج بھی دعوت نظارہ دیتے ہیں۔ اسلامی سربراہی کانفرنس منعقدہ ۱۹۷۵ء کے موقع پر دو کتبوں پر خطاطی جو آج بھی مال روڈ لاہور پر سمت مینار کے نزدیک دیکھے جا سکتے ہیں۔

متعدد مساجد کے کتبے مثلاً مسجد حضرت علیؓ (چوک موہنی روڈ لاہور)، مسجد فیض الاسلام (کمپٹ روڈ لاہور)، مسجد صلاح الدین (ٹمبر مارکیٹ لاہور)، مسجد چوہدری ہسپتال (شیش محل لاہور)، مسجد عثمان غنیؓ (موہنی روڈ لاہور)، کتبات صفہ ٹرسٹ (محمود سٹریٹ موہنی روڈ لاہور)، جامع مسجد جلالؒ (نوناریاں چوک گلشن راوی لاہور)، دارالعلوم اسلامیہ (کامران بلاک اقبال ٹاؤن لاہور)، مسجد عائشہؓ (اسٹریٹن روڈ کراچی)، لیاقت مسجد (بالمقابل خالق دینا ہال کراچی)، جامعہ قاسمیہ گوجرانوالہ وغیرہ وغیرہ۔

## الواح مزار

قبرستان دارالعلوم کراچی میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحبؒ، اہلیہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا نوراحمد صاحب، مشرف حسین رضوی صاحب، محمد رضی عثمانی صاحب ودیگر حضرات کی الواح قبور، جامعہ خیر المدارس ملتان میں مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ کی لوح مزار، قبرستان میانی صاحب لاہور میں پروفیسر حمید احمد خان، محمد طفیل (مدیر نقوش) کے الواح مزار، قبرستان گڑھی شاہو، لاہور میں حکیم سید نیک عالم شاہ صاحب کی لوح مزار، ڈاکٹر صوفی ضیاء الحق مرحوم کا سنگ مزار، سفاکوٹ صوبہ سرحد میں مولانا عزیز گل شاگرد حضرت شیخ الہندؒ کی لوح مزار، دہلی میں مولانا عبدالمنان کی لوح مزار۔

شیرانی ہال اورنٹیل کالج لاہور کا پتھر جو صد سالہ تقریب ولادت حافظ محمود خان شیرانی کے موقع پر ۱۹۸۰ء میں نصب کیا گیا۔

علامہ اقبال میوزیم (جاوید منزل لاہور) کے لئے اسٹیل کی تین پلیٹوں پر خط نستعلیق میں خطاطی۔

## الواح اخبارات ورسائل

شاہ صاحب نے مختلف اوقات میں جن جن اخبارات ورسائل کی خوبصورت الواح اپنے خوبصورت خط میں تحریر فرمائیں۔ ان میں نوائے وقت، قومی ڈائجسٹ، البلاغ، انوار مدینہ، الخیر، بینات، صحافت، ختم نبوت، الرشید، ندائے ملت، بادبان، رحیق، ندائے شاہی (مرادآباد انڈیا) وغیرہ شامل ہیں۔

## ایوان اقبال کے لئے خطاطی

ایوان اقبال لاہور کے مرکزی ہال میں آویزاں علامہ اقبال کے تقریباً چالیس اشعار شاہ صاحب نے نہایت مہارت سے ڈبل پنسل سے خط نستعلیق میں لکھے، بعد میں الفاظ کے اندر اور بیرونی ہادل میں رنگ آمیزی کی گئی اور کینوس کی یہ شیٹیں مرکزی ہال کی دیوار پر لگائی گئیں۔ رنگ آمیزی کے بعد یہ خطاطی بہت خوبصورت اور جاذب نظر ہوگئی ہے۔ ایوان اقبال ہی کی مسجد کے لئے شاہ صاحب نے ۹۹ اسمائے حسنیٰ بہ خط ثلث لکھے۔ جنہیں بعد میں ٹائیلوں پر طبع کرایا گیا اور مسجد میں لگائے گئے خطاطی کے یہ نادر نمونہ جات ''نفائس اقبال'' کے نام سے شائع ہوچکے ہیں۔

## کتاب خطاطی

شاہ صاحب کے غیر مطبوعہ کاموں میں کتاب خطاطی بھی شامل ہے۔ یہ کتاب آپ نے ۱۹۷۶ء میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی فرمائش پر لکھی تھی اور حکومت نے اسے چاروں صوبوں کے لئے منظور کیا تھا۔ اس کے لکھنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ نویں اور دسویں جماعت کے طلباء وطالبات کے لئے فن خطاطی کا نصاب تیار کیا جائے۔ یہ کتاب برصغیر میں اپنی طرز کی منفرد تالیف تھی۔ جس میں خط نسخ، نستعلیق اور کوفی کے قواعد مندرج تھے۔ افسوس ہے طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود اب تک اس مفید کتاب کو شائع نہ کیا گیا اور اب یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کتاب محفوظ بھی ہے یا نہیں۔ اگر یہ کتاب محفوظ ہو تو ہم ارباب ٹیکسٹ بک بورڈ سے پرزور گذارش کریں گے کہ اسے جلد شائع کیا جائے اور نصاب میں اسی طرح جگہ دی جائے۔ جس طرح عالم عرب میں بچوں کو خطاطی بحیثیت لازمی مضمون پڑھایا جاتا ہے۔

شاہ صاحبؒ کے خط کی مدد سے کراچی کی ایک کمپیوٹر پروگرامنگ کمپنی نے نستعلیق پروگرام بھی تیار کیا۔ پیش نظر کتاب بھی اسی پروگرام کے تحت کمپوز کی گئی ہے۔ اس پروگرام میں ابھی الفاظ کے جوڑوں اور پیوندوں میں اصلاح کی خاصی گنجائش موجود ہے۔ اس کے باوجود اس وقت موجود نستعلیق کے تمام پروگراموں میں خطاطی وخوشنویسی سے قریب ترین یہی ہے۔ جدہ سے شائع ہونے والا سعودی عرب کا پہلا اردو روزنامہ ''اردو اخبار'' اسی خط میں شائع کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت پاکستان کے جاری کردہ تمام نئے شناختی کارڈوں کے لئے بھی یہی خط استعمال کیا جارہا ہے۔ ایک معروف ٹی وی چینل ''جیو'' کے لئے بھی یہی پروگرام استعمال کیا جارہا ہے۔

## تلامذہ

شاہ صاحبؒ کے تلامذہ کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ برصغیر میں گذشتہ پچاس برسوں میں کسی اور خطاط کے تلامذہ اتنی تعداد میں نہ ہوئے۔ آپ کے تلامذہ نہ صرف پاکستان بلکہ کئی بیرونی ممالک خصوصاً ممالک عربیہ میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہاں ہم آپ کے چند تلامذہ کا ذکر کریں گے۔

۱...... حافظ سید انیس الحسن حسینی: بھائی انیس، شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے اور مروجہ تمام خطوط کے ماہر تھے۔ فنی کمال کا یہ عالم تھا کہ ان کا خط ہو بہو شاہ صاحب کا خط معلوم ہوتا تھا۔ شاہ صاحب کی مخصوص طرز (جس کا آگے ذکر آئے گا) کو سب سے زیادہ آپ ہی نے اپنایا اور اس طرز کو اپنے تلامذہ میں بھی رائج کیا۔ آپ پہلے اردو بازار میں اور بعد میں گھر ہی پر خطاطی کا کام کرتے۔ خط اس قدر طاقتور اور قلم کی نوکیں اس قدر تیز رکھتے کہ حیرت ہوتی کی قلم پر کس قدر قدرت ہے۔ بھائی انیس ۸/اکتوبر ۲۰۰۱ء کو ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر وہاں چلے گئے جہاں بالآخر ہم سب ہی کو جانا ہے۔ ان کی خطاطی کے بے شمار نمونے الواح قرآنی، کتابوں کے سرورق، قطعات اور مختلف مساجد ومدارس کے پتھر اور پوسٹروں کی شکل میں آج بھی ان کی یاد دلاتے ہیں۔

۲...... عبدالرشید قمر: آپ شاہ صاحبؒ کے وہ شاگرد ہیں جنہوں نے دیگر کاموں کے علاوہ پوسٹر

سازی میں ایک نئی طرز اور رنگ آمیزی کا خوبصورت اضافہ کیا۔ آپ روزنامہ جنگ لاہور اور روزنامہ نوائے وقت لاہور میں بحیثیت خطاط اعلیٰ خدمات انجام دے چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ڈیزائننگ کے بھی ماہر ہیں۔ آپ ابتداء میں شاہ صاحبؒ ہی کی طرز میں لکھتے تھے۔ بعد میں اپنی طرز تبدیل کر لی۔

۳...... محمد جمیل حسن: آپ شاہ صاحب کے نامور شاگرد ہیں۔ تمام خطوط میں یکساں مہارت رکھتے ہیں۔ جلی کے ساتھ ساتھ خفی نستعلیق اور نسخ کمال کا لکھتے ہیں۔ آج کل جدہ کی ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی میں بحیثیت خطاط خدمات انجام دے رہے ہیں۔

۴...... حافظ انجم محمود

۵...... منظور احمد انور

۶...... محمد اصغر انیس

۷...... سید ثقلین زیدی مرحوم

۸...... سید طاہر زیدی

۹...... الٰہی بخش مطیع

۱۰...... محمد اسلام

۱۱...... ظہیر الاسلام (سہارنپور)

۱۲...... حافظ سراج احمد سعیدی ملتانی

۱۳...... مسعود حسن علوی

۱۴...... محمد نذیر انور

۱۵...... عبدالوحید بن حاجی نور احمد۔ (حاجی نور احمد منشی تاج زریں رقم کے ماموں اور استاد تھے۔)

۱۶...... محمد طارق وارثی

۱۷...... انور حسین باجوہ

۱۸...... حافظ امان اللہ قادری

۱۹...... حافظ منصور الحق

۲۰...... نور محمد انیس

ان کے علاوہ آپ کے تلامذہ پاکستان کے تقریباً ہر علاقے میں موجود ہیں۔ بیرونی ممالک کے تلامذہ جنہوں نے دینی تعلیم کے دوران آپ سے فن خطاطی میں استفادہ کیا ان میں بنگلہ دیش، برما، افغانستان اور ایران کے متعدد طلبہ شامل ہیں۔ جو تعلیم کی تکمیل کے بعد اپنے ممالک میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

## طرز نفیس

خط نستعلیق کے موجد میر علی تبریزی تسلیم کیے گئے ہیں۔ دیگر خطوط اسلامی کی طرح ہر دور میں خط

نستعلیق میں بھی اساتذہ فن اصول وقواعد کے دائرے میں رہتے ہوئے خوب اختراعات کیں اور حسن وجمال کے نئے نئے پہلو تلاش کئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری خطاطی کوئی جامد فن نہیں بلکہ اصل خطاطی (جسے بعض لوگ روایتی خطاطی بھی کہتے ہیں) اور بے اصولی خطاطی (مصورانہ خطاطی یا ماڈرن خطاطی) کے درمیان بنیادی فرق یہی ہے کہ بے اصولی خطاطی میں سہل انگار اور مشق وریاضت سے بھاگنے والا ہر شخص بزعم خود ایک نئی طرز کا مالک بن جاتا ہے۔ اس طرز کا نہ تو ماضی کی روایت سے کوئی تعلق ہوتا ہے اور نہ ہی متاثر کرنے کی صلاحیت اس لئے ہر جدید طرز اپنے موجد کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے اور اس کو آئندہ آنے والے اختیار نہیں کرتے۔ اس کے بالمقابل اگر اصل خطاطی کی تاریخ پر غور کیا جائے تو ہمیں نظر آئے گا کہ ابتداء میں ہر طالب علم خوب محنت سے مروجہ طرز پر عبور حاصل کرتا ہے۔ اس کے بعد اگر اس میں اجتہادی صلاحیتیں ہیں تو وہ انہیں کام میں لاکر اور غور وتفحص سے کام لے کر مروجہ طرز میں ایسی خوبصورت تبدیلیاں لاتا ہے کہ وہی طرز مزید خوبصورت ہو جاتی ہے اور اسے قبول عام کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ بعد میں آنے والے خطاط اسی طرز کی پیروی کرنے پر خود کو مجبور پاتے ہیں۔ ایسا ہر دور میں ہوا ہے۔ لیکن اصول وقواعد کے دائرے میں رہتے ہوئے مثال کے طور پر عالم اسلام کے نامور خطاط ابن مقلہ، ابن البواب، یاقوت مستعصمی، شیخ حمد اللہ، حافظ عثمان، سامی آفندی، استاد حامد الآمدی، محمد یوسف دہلوی، عبدالمجید پرویں رقم اور حضرت سید نفیس الحسینیؒ نے اپنے اپنے زمانے میں مروجہ طرزوں میں حسن وجمال کے نئے نئے پہلو اختیار کئے اور ان کی اصلاحات کو قبول عام کا درجہ حاصل ہوا۔ اس کے مقابلے میں مصورانہ خطاطی کے ایک معروف نام صادقین کی مثال ہی کافی ہے۔ جن کی عجیب وغریب طرز کو ان کی زندگی میں چند لوگوں نے پسند تو کیا مگر آج اس طرز میں کام کرنے والا کوئی نہیں۔

برصغیر پاک وہند میں جن حضرات نے نستعلیق میں اپنی مخصوص طرزیں ایجاد کیں۔ ان میں محمد یوسف دہلوی، عبدالمجید پرویں رقم اور حضرت سید نفیس الحسینیؒ کے نام نمایاں ہیں۔ شاہ صاحبؒ کی طرز کو ہم طرز نفیس کا نام دے سکتے ہیں۔ اس طرز سے متعلق آپ اپنے مضمون ''سوانحی خاکہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''راقم الحروف نے عربی خطوط میں عراق، مصر اور ترکی کے قدیم وجدید خطاطوں کی تحریروں سے خاطر خواہ استفادہ کیا ہے۔ نستعلیق میں میری روش خاص ہے۔ جس میں ہند، پاکستانی اور ایرانی نستعلیق کا حسین امتزاج ہے۔ بحمداللہ تاریخ خطاطی کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہے۔ تحقیقی مضامین بھی لکھے ہیں۔ خطاطی اور دیگر علوم وفنون پر ایک جامع کتب خانہ پاس موجود ہے۔''

حضرت شاہ صاحبؒ کے فنی مقام کے معترف نہ صرف شائقین خطاطی رہے ہیں۔ بلکہ اس فن کے رموز سے واقف حضرات اور معروف خطاطوں نے بھی آپ کی فنی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ انہی حضرات میں حافظ محمد یوسف سدیدی مرحوم بھی شامل تھے۔ ایک موقع پر آپ نے شاہ صاحب کی مخصوص طرز اور اس میں فنی خوبیوں کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

''یہ شخص (شاہ صاحب) نستعلیق کا استاد اجل اور عالم بے بدل ہے۔ میں جب اس کا لکھا ہوا دیکھتا ہوں

تو خط اور حظ سے حیرت حسن کے مقام میں کھو جاتا ہوں۔ ایک نشہ سا مجھ پر چھا جاتا ہے۔ میر انیس کی شاعری میں سلاست اور فصاحت کا جو مقام ہے وہی کیفیت اس شخص کے زور قلم میں ہے اور اس کے لکھے ہوئے نستعلیق میں دریا کے مستانہ ٹھاٹھ کی طرح ایک بے تحاشہ فطری سلاست اور زوردار بہاؤ ہے۔ یہ شخص نہ صرف سریع القلم ہے بلکہ بدیع القلم بھی ہے۔"

اسی موقع پر حافظ صاحب مرحوم نے شاہ صاحبؒ کے فنی مستقبل کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی:

"اس شخص کے کمالات آئندہ زمانے میں آسمانی کواکب کی طرح جگمگ جگمگ فروزاں ہوں گے۔ ایک نادر قسم کی عظمت اور ایک جاودانی شہرت اس شخص کے قلم سے اپنی بیعت ارادت محکم واستوار کر چکی ہے۔ لوگ اس تجارتی دور کی عاجلانہ ضروریات کے تحت اس شخص کے جمال وکمال فن اور اس کے درخشندہ مضمرات کو ہنوز بخوبی تشخیص نہیں کر سکے۔ ورنہ یہ شخص وہ ہے کہ خط نستعلیق خود اس کے قلم سے منسوب ہو کر اپنے مقدر پر فخر و ناز کرے گا۔"

ایک موقع پر شاہ صاحب کے علمی ذوق اور طرز نفیس میں غلام نظام الدین مرحوم نے یوں اظہار خیال کیا:

"شاہ صاحب کے لکھے ہوئے نستعلیق کے بہت سے نمونے دیکھ چکنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ شاہ صاحب نستعلیق کے مجدد اعظم ہیں۔ ان کی سعی بلیغ اور فکر بلند نے پرویزی نستعلیق میں اصلاح وترمیم کی اتنی مہم چلائی ہے کہ اب ہم نستعلیق کو طرز نفیس سے نامزد کرنے پر مجبور ہیں۔ شاہ صاحبؒ کی لکھی ہوئی تحریر ایک مکمل کاروان جمال اور جنت نگاہ ہے۔ جو ہے، جہاں ہے، وہیں حرف آخر ہے۔"

طرز نفیس کیا ہے؟ اس طرز کو معلوم کرنا اور شاہ صاحب کی نستعلیق میں کی گئی اختراعات سے آگاہی حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ شاہ صاحب کے خط کا بغور مشاہدہ کیا جائے اور اس کا موازنہ دیگر خطاطوں کے خط سے کیا جائے۔ یہ مشاہدے کی چیز ہے۔ اسے الفاظ میں بیان کرنا اتنا آسان نہیں البتہ قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے ہم یہاں طرز نفیس کی چند نمایاں خصوصیات کی طرف اشارہ کریں گے۔

✿...... طرز نفیس میں نقطے لکھنے کا طریقہ بالکل منفرد ہے۔ اگر ایک نقطہ لگانا ہو تو اس میں خم نہیں دیا جاتا۔ جب کہ دو نقطوں کی صورت میں پہلا خم دار اور دوسرا بلا خم لکھا جاتا ہے۔ جب کہ طرز پرویزی میں دونوں نقطوں میں خم دیا جاتا ہے۔

✿...... طرز نفیس کے جوڑ اور پیوند طرز پرویزی کے مقابلے میں زیادہ باریک، نازک اور خوبصورت ہیں۔ جس سے دیکھنے والے پر خاص اثر پڑتا ہے۔

✿...... طرز نفیس میں مد کو نہایت خوبصورت شکل دی گئی ہے۔ جس کے حسن کا اندازہ دوسرے خطاطوں کی لکھی مدوں اور اسی طرز میں لکھی مد کے مابین موازنہ سے کیا جا سکتا ہے۔

✿...... طرز نفیس میں ابجد کے درج ذیل حروف میں بنیادی تبدیلی کی گئی ہے۔ جس سے ان کے حسن میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔

ب، پ، ت، ث، ف وغیرہ: طرز پرویزی میں ان حروف کا نچلا حلقہ گولائی نما ہے۔ جب کہ طرز نفیس میں

اس گولائی کو ذرا کم کر کے سیدھا پن پیدا کیا گیا ہے۔ جس سے ان حروف میں بصری خوبصورت پیدا ہو گئی ہے۔

د، ذ، ڈ، و: ان حروف کے لکھتے وقت پہلے پورے قلم سے اوپر کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے بعد قلم کی نوک سے نیچے کا حصہ مکمل کیا جاتا ہے۔ طرز نفیس میں اس نچلے حصے کو نئی شکل دی گئی ہے۔ جس سے یہ حروف مزید خوبصورت ہو گئے ہیں۔

ع، غ، ہ: طرز نفیس میں ان حروف کے سروں میں ذرا تبدیلی کر کے انہیں مزید موٹا کیا گیا ہے۔

م: یہ حرف طرز نفیس کی نمایاں پہچان ہے۔ م بنانے کے لئے قلم کو خم دار نقطے کی شکل میں گھمایا جاتا ہے۔ طرز نفیس میں نقطے کے بعد والے خم کو اوپر سے موڑنے کے بجائے ذرا نیچے سے موڑا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے م کی جو شکل بنتی ہے وہ انتہائی خوبصورت، منفرد اور قابل دید ہے۔

ی: م کی طرح ی بھی طرز نفیس کی نمایاں پہچان ہے۔ اس طرز میں اس حرف کے سر میں ذرا تبدیلی کر کے اسے مزید گہرا کیا گیا ہے۔ نیز اس حرف کے اوپری خم کو اس قدر خوبصورت بنایا گیا ہے کہ دیگر تمام طرزوں میں اس قدر خوبصورت ی موجود نہیں۔

مفردات کی طرح مرکبات میں بھی طرز نفیس کی بعض انفرادی خصوصیات ہیں۔ یہاں ہم ایک مرکب لفظ ''بی'' اور اس کے دوسرے ہم شکل الفاظ کا ذکر کریں گے۔ اس لفظ کی گردن یا ابتدائی حصہ طرز نفیس کی نمایاں پہچان ہے۔ اس طرز میں اس کی گردن ذرا لمبی اور صراحی دار بنائی گئی ہے۔ جس سے اس کی جمالیاتی حسن میں بے حد اضافہ ہو گیا ہے۔ اگر طرز نفیس کی سطروں پر غور کیا جائے تو ان میں ایک فطری بہاؤ نظر آئے گا۔ اس طرز میں ہر حرف اپنی نشست کی کرسی میں کامل اور موزوں نظر آتا ہے۔

یہاں یہ عرض کرنا مناسب ہے کہ طرز نفیس کی یہ انفرادی خصوصیات راقم نے ذاتی مشاہدے کی بناء پر دریافت کیں ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے ہاں اب تک فن خطاطی کو تحقیقی موضوعات میں شامل نہیں کیا گیا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نہ صرف خط نستعلیق بلکہ دیگر خطوط پر بھی تحقیق کی جائے اور شاہ صاحب و دیگر نامور خطاطوں نے ان میں حسن و جمال کے جو نئے نئے پہلو اجاگر کئے ہیں۔ انہیں دریافت کیا جائے۔ اس طرح کی تحقیق ممالک عربیہ، ایران، اور ترکی کی جامعات میں کی جاتی ہے اور نتائج تحقیق کی اشاعت کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔

## علمی ذوق

شاہ صاحب ایک خطاط و شیخ طریقت ہونے کے باوصف نہایت ستھرا علمی ذوق رکھتے ہیں۔ آپ ایک وسیع اور نادر کتب خانے کے مالک ہیں۔ جس میں دیگر علوم کے علاوہ خطاطی اور تصوف کی نایاب اور کمیاب مطبوعات مخطوطات بھی موجود ہیں۔ آپ کئی کتب کے مصنف اور مرتب ہونے کے علاوہ ایک صاحب کمال شاعر بھی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کو فن تاریخ نگاری سے بھی خاص شغف ہے۔ آپ تشنگان علم کی ہر ممکن مدد کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کے کتب خانے سے استفادہ کرنے والوں کی کثیر تعداد ہے۔ جن میں علماء و فضلاء کے علاوہ کالجوں اور

یونیورسٹی کے اساتذہ اور طالب علم بھی شامل ہیں۔ راقم الحروف نے پی ایچ۔ڈی کے بعض مقالہ نگاروں کو بھی آپ کے ہاں دیکھا ہے۔ جنہوں نے اپنے مقالات کی تکمیل کے لئے شاہ صاحب کا تعاون حاصل کیا اور آپ کے کتب خانہ سے استفادہ بھی کیا۔ راقم پی۔ایچ۔ڈی کے بعض ایسے مقالہ نگاروں سے واقف ہے جن کے لئے شاہ صاحب نے نہ صرف خود بھرپور مدد فراہم کی بلکہ بیرون ممالک سے متعلقہ تحقیقی مواد کے حصول میں معاونت فرمائی۔ یہاں اس تلخ اور افسوس ناک حقیقت کا اظہار بھی کیا جاتا ہے کہ شاہ صاحب کی محبت، شفقت اور نرم مزاجی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے کتب خانے کے نہایت قیمتی نوادر چوری بھی کئے جاچکے ہیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے علمی اور فنی مقالات اور شاعری مختلف اخبارات ورسائل میں چھپتی رہی ہے۔ برصغیر پاک وہند کے خطاطوں میں صرف اور صرف شاہ صاحبؒ ہی ہیں۔ جنہوں نے اس قدر عمدہ اور معلومات افزاء مقالات لکھے ہیں۔ جن کے مطالعے سے اس فن کے کئی گوشے جو نظروں سے اب تک اوجھل تھے۔ منظر عام پر آئے ہیں۔ راقم الحروف کی ناچیز رائے میں شاہ صاحب کے یہ مقالات محض مقالات ہی نہیں بلکہ ان میں آپ نے اسلامی خطاطی کی تاریخ محفوظ کر دی ہے۔ فن خطاطی کے علاوہ دیگر موضوعات پر شاہ صاحب کے لکھے مقالات کو جمع کر کے کتابی شکل دی جاسکتی ہے۔

## تاریخ نگاری

حضرت شاہ صاحبؒ ایک ماہر خطاط ہونے کے باوصف ایک قادر الکلام شاعر بھی ہیں۔ آپ کی نعتوں اور قطعات پر مشتمل مجموعہ کلام ''برگ گل'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ شاعری میں تاریخ نگاری ایک مشکل فن ہے۔ اس فن میں بھی شاہ صاحبؒ کو مکمل دسترس حاصل ہے اور آپ نے اردو کے علاوہ عربی اور فارسی میں بھی تاریخیں کہی ہیں جن میں سے چند پیش کی جاتی ہیں۔

۱...... والد مکرم سید محمد اشرف علی سید القلم کی وفات پر یہ تاریخ کہی:

ان رحمة الله قريب من المحسنين ۱۳۱۶ھ

۲...... مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی لوح مزار کے لئے:

تنقل خیراً ۱۳۷۰ھ

۳...... تاج الدین زریں رقم کی لوح مزار کے لئے:

خوابگه خطاط الملك ۱۳۷۴ھ

ہائے تاج الدین زریں رقم لاہوری ۱۳۷۴ھ

۴...... حکیم سید نیک عالم شاہ صاحب کی وفات پر:

آپ جناب والد ماجد سید حسین شاہ و ثقلین زیدی ۱۳۸۷ھ

اللھم اغفر ۱۳۸۷ھ

بجہاں شاہ نیک عالم رفت — زہے آں مرد نیک وبا تقدیس
نسبا سید حسینی بود — قلمش بد کلام پاک نویس
بزبانش دعاوہم تاریخ — ''غفراللہ لی'' نوشت نفیس (۱۳۸۷ھ)

۵...... تاریخ وفات حکیم سید محمد عالم شاہ صاحب:

حق تعالٰی راچنیں منظور شد
از جہاں آں جان جاں مستور شد
فرد واحد بود ورفت آخر نفیس
''از جہاں لقمان ثانی دور شد'' ۱۳۶۳ھ،۱۳۶۲ھ

۶...... تاریخ ہائے طباعت برائے کتاب ''شعر ناب'':

جان سخن شعرناب ۱۳۸۷ھ

نظام الدین صاحب کا عمل ہے
یہ ان کی زندگی کا ماحصل ہے
مرے دل میں نفیس آئی یہ تاریخ
کہ شعر ناب ''فردوس غزل'' ہے ۱۳۸۷ھ

..................

اللہ اللہ کیا قرینہ ہے
ادب و شعر کا سفینہ ہے
بزم سے میں جو شعر ناب آئی
رند بولے ''فروغ مینا'' ہے ۱۳۸۷ھ

..................

ساقی نے شعر ناب سے مخمور کر دیا
ہر شعر ہے صراحی صہبائے لالہ فام
اس میں نہیں کلام یہ خمخانہ ہے نفیس
تاریخ شعر ناب ہے ''خمخانۂ کلام'' ۱۳۸۷ھ

۷...... تاریخ وفات مولانا عبدالمنان صاحب دہلوی:

العالم الحقانی والشاعر العبقری ۱۳۸۷ھ

۸...... تاریخ وفات مولوی شمس الدین تاجر کتب نادرہ لاہور:

جناب شمس شد غروب ۱۹۶۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پیکرِ محبت و معرفت کی رحلت

از: حضرت مولانا محمد عابد صاحب مدظلہٗ، استاذ جامعہ خیر المدارس، ملتان

۲۶/محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق ۵ فروری ۲۰۰۸ء منگل کی صبح کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نائب امیر مرکزیہ سلسلہ چشتیہ رحیمیہ کے گلِ سرسبد اور دورِ حاضر میں روایات اکابر کے امین پیکرِ محبت و معرفت امام طریقت حضرت سید انور حسین نفیس الحسینی نور اللہ مرقدہٗ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس جہان میں جو بھی آیا جانے ہی کے لئے آیا مگر بعض پاکیزہ شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی حیات، ہزاروں کی حیات ہوتی ہے۔ ان کی مثال ایک سایہ دار درخت کی سی ہوجاتی ہے جس کے سایہ میں ہر تھکا ماندہ آدمی آرام پاتا ہے۔ دورِ حاضر میں حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شخصیت یقیناً ایسی ہی تھی۔ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، دینی تحریکات اور ان کے کارکنان کے لئے دُعا گو اور ان کے سرپرست تھے۔ آپ نے اپنے دامن عاطفت میں اہلِ حق کے تمام طبقات کو لیا ہوا تھا۔ اللہ پاک نے آپ میں حسب ونسب، شرافت ونجابت، سلامتی فکر و ذوق جیسی بے شمار خصوصیات جمع فرمادی تھیں۔

## تصوف وسلوک کی امامت:

حضرت شاہ صاحبؒ کا روحانی تعلق مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ سے تھا۔ آپ ان کے خلیفہ مجاز تھے اللہ پاک نے سلسلہ چشتیہ کے مشائخ میں محبت وعشق کا جو شعلہ ودیعت فرمایا ہے وہ واقفانِ حال سے پوشیدہ نہیں۔ یہ شعلہ اگر اعلیٰ درجہ کے فانوس میں روشن ہو تو اس کی بات ہی کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی شرافتِ نسب کے ساتھ جب درد ومحبت کا حسین امتزاج ہوا تو اس نے آپ کی ذات میں ایک خاص شان پیدا کردی، اس کے بعد اس شمع کے اردگرد پروانوں کا ہجوم ہونا ایک فطری امر تھا اسی لئے آپ کے خلفاء کی ایک تعداد ہے جن میں ملک کے نامور علماء کرام اور مشائخ حدیث بھی ہیں۔ آپ کی خانقاہ کا شمار ملک کی بڑی خانقاہوں میں ہوتا ہے جہاں ذکر وفکر کا ذوق نصیب ہوتا ہے اور محبت ومعرفت کے جام پلائے جاتے ہیں۔

## عشق نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات:

ہر مسلمان کے دل میں آنحضرت ﷺ کی محبت وعشق موجود ہے مگر عارفین کی شان تو کچھ نرالی ہی ہوتی ہے، حضرت شاہ صاحبؒ کو اللہ پاک نے اس نعمت کا ایک بڑا حصہ عطا فرمایا تھا اسی کا اثر ہے کہ آپ کو مسئلہ ختم نبوت سے خاص تعلق تھا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب راوی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے دُعا کے لئے عرض کیا تو فرمایا! صبح شام دُعا ہے، ہر نماز کے بعد آپ لوگوں کے لئے دُعا کرتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کا تعلق براہ راست ذات نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات سے ہے۔ اللہ پاک نے اس دنیا میں ختم نبوت کا تاج صرف اور صرف رحمت العالمین ﷺ کو عطا فرمایا۔ جیسا کہ آخرت میں مقامِ محمود صرف اور

صرف آپ ﷺ ہی کے لئے ہے۔ پس جس کو بھی آپ ﷺ سے محبت اور انس ہوگا اس کو مسئلہ ختم نبوت کی عظمت ونزاکت کا شعور بھی ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے مرشد حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کا مسئلہ ختم نبوت سے تعلق عشق کی حد تک تھا اسی لئے کاروانِ ختم نبوت کے حدی خواں، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ سے لے کر عام کارکن تک حضرت رائے پوری کو اپنا سرپرست اور مربی سمجھتا تھا۔ حضرت رائے پوریؒ نے اپنے اسی مبارک جذبہ کے پیشِ نظر برصغیر کی جلیل القدر شخصیت حضرت مولانا سید ابوالحسن ندویؒ سے ردِ قادیانیت پر کتاب تحریر کروائی اور اس کو اپنی مجلس میں سنا، اس کا ترجمہ عربی میں ہوا تو عالمِ عرب کو فتنہ قادیانیت سے آگاہی ہوئی یہ سب اقدس حضرت رائے پوریؒ کے ذوق اور جہد کا اثر تھا حضرت شاہ صاحبؒ کو عقیدہ ختم نبوت سے شغف اور ردِ قادیانیت کا ذوق اپنے مرشد ومربی سے بھی وراثتاً ملا چنانچہ جب بھی موقع آتا تو آپ ختم نبوت کے رضا کاروں کے ساتھ صفِ اوّل میں ہوتے۔ 1974ء میں جب مسئلہ قادیانیت پاکستان کی قومی اسمبلی میں زیرِ بحث آیا تو اس موقع پر بھی آپ کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ آپ کی مسئلہ ختم نبوت سے وابستگی ہی کا نتیجہ ہے کہ شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نائب امیر مقرر کیا گیا۔

## سیدؒ نے عشق رسالت کی دھوم مچادی:

ذات نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی مدح وتوصیف میں آپ نے منظوم کلام ایسے مخلصانہ اور عاشقانہ انداز میں پیش کیا کہ اس سے دورِ حاضر میں عشق رسالت کی ایک دھوم مچ گئی۔ ذرا غور کریں اس شعر کی معنویت پر!

میں فداءِ عشقِ رسول ہوں میں نبی کے پاؤں کی دھول ہوں
میرا دل خدا کے حضور میں یہ نیاز سجدہ گذار ہے

برصغیر میں ایک طبقہ نے محبت رسول ﷺ کا دعویٰ تو کیا مگر اطاعت رسول ﷺ کی طرف توجہ نہ دی، اور حضرات اکابر علماء دیوبند کے خلاف سادہ لوح عوام کا ذہن بنایا کہ ان کو تو نبی ﷺ سے محبت نہیں ہے۔ الحمدللہ ہمارے حضرات اکابر نے اس الزام کو ہر طرح سے تار تار کیا۔ دورِ حاضر میں حضرت شاہ صاحبؒ کا منظوم کلام جب قوم کے سامنے آیا تو انصاف پسند طبقہ بے ساختہ پکار اٹھا کہ سچے عاشق تو یہی اکابر علماء دیوبند ہی ہیں۔ آپ کے کلام میں کمالِ عشق کے ساتھ ساتھ کمال اعتدال بھی ہے اور یہ توازن کم ہی شعراء کو نصیب ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیدؒ نے عشق رسالت (ﷺ) کی دھوم مچادی۔

## خاندانِ نبوت سے محبت:

حضرت شاہ صاحبؒ کو اللہ پاک نے توازن واعتدال کی نعمت سے خوب نوازا تھا، دورِ حاضر میں بعض لوگ، بسا اوقات ردِ روافض میں نقطۂ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں اور اہلِ بیت رضوان اللہ اجمعین کے مرتبہ ومقام کے بیان میں کوتاہی کر جاتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ اس کو غلط سمجھتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بعض کتب کی اشاعت کا بھی آپ نے اہتمام کیا۔ احقر نے ایک نقشہ ”بنوہاشم کے مصداق کا بیان“ مرتب کیا تو اس پر مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ آج کل بعض لوگ شوق میں اپنے آپ کو ہاشمی لکھتے ہیں یہ غلط ہے۔

## مسلک سے والہانہ وابستگی:

اہل السنۃ والجماعۃ اکابر علماء دیوبند ظاہر وباطن کے جامع تھے شریعت اور طریقت دونوں ہی کے امام تھے، صدرِ اوّل سے امت میں دین کے فہم کا جو ذوق آرہا ہے وہ ان کو وراثت میں ملا۔ جس پر انہوں نے خود بھی عمل کیا اور اس ذوق وفکر کو اگلی نسلوں میں بھی منتقل کیا، اور یوں یہ پاکیزہ جماعت ”العلماء ورثۃ الانبیاء“ کا مصداق بنی۔ حضرت شاہ صاحبؒ کو اپنے حضرات اکابر کے ذوق

ذکر سے وابستگی اوراس کے تحفظ اوراشاعت کا جذبہ عشق کی حد تک تھا، آپ نے خانقاہ بنائی تو نام ”خانقاہ سید احمد شہید“ رکھا یوں ہر آنے والے کو پیغام دے دیا کہ جیسے اخلاص وتقوی اور محبت اور عشق ضروری ہے ویسے ہی باطل سے برسر پیکار ہونا بھی ضروری ہے۔

دورِ حاضر میں تصوف وسلوک کے حوالے سے دینی طبقات میں کوتاہی برتی جارہی ہے، آپ اس کوتاہی کے ازالہ کے لئے فکر مند ضرور رہتے مگر ”نظریہ ضرورت“ کے تحت ایسے اعمال کو ہرگز درست نہ سمجھتے تھے جن پر حضرات اکابر نے بدعت ہونے کا حکم لگایا ہے۔ الغرض آپ اپنے حضرات اکابر کی تحقیقات پر نظرثانی کے قائل نہ تھے اوراس ذیل میں بڑے حساس تھے۔ ایک بار احقر کو فرمایا کہ فلاں صاحب کو رد روافض میں کچھ غلو سا ہوگیا ہے انہوں نے تو مدحِ یزید شروع کردی ہے وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ کیا حضرت معاویہؓ حق پر نہ تھے تو میں نے جواب دیا کہ میں حضرت معاویہؓ کو حق سمجھتا ہوں مگر حضرت علیؓ کو **”احق“** سمجھتا ہوں۔

اسی طرح عالمِ عرب کے عالم محمد بن علوی مالکی کی کتاب **”مفاهيم يجب ان تصحها“** پر آپ سے تائیدی کلمات لکھوائے گئے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس کتاب میں پیش کیا گیا نظریہ اور ذوق اپنے حضرات اکابر کی تحقیقات سے متصادم ہے تو آپ نے واضح طور پر اپنی اس تقریظ سے رجوع کرلیا اور واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ میرا عقیدہ وہی ہے جو ”المہند“ اور ”براہین قاطعہ“ میں مذکور ہے۔ آپ نے اسی پربس نہیں کیا بلکہ تائید کرنے والوں کی فہمائش کی بھی کوشش کی۔

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے روحانی تعلق کے ساتھ مسلک سے وابستگی کے حوالہ سے بھی آپ کو عشق تھا خصوصاً سنت وبدعت کی توضیح کے ذیل میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مسلک کا مدار حضرت گنگوہیؒ ہیں۔ 1967ء میں گنگوہ حاضری پر آپ نے جو منظوم کلام کہا وہ حضرت گنگوہیؒ کی مکمل سیرت ہے۔ اس کا ہر شعر آپ کی زندگی کا ایک باب ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ کلام معنویت اور تاثیر میں بے مثال ہے۔ احقر نے بھی دو بار آپ کی فرمائش پر آپ کو آپ کا یہ کلام سنایا جس سے آپ بہت مسرور ہوئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے تخیل کی بلندی اور حضرت گنگوہیؒ سے عقیدت ووابستگی کو اس شعر میں ملاحظہ کریں۔

میں نگاہِ شوق کا کیا کروں، دلِ ناصبور سے کیا کہوں
ابھی حشر میں بڑی دیر ہے، ابھی دورِ روزِ شمار ہے

اسی کے ساتھ دوسرا شعر بھی ملاحظہ ہو!

یہی میرا راز و نیاز ہے کہ میں اسیرِ زلفِ رشید ہوں
اسی سلسلے کا مرید ہوں میرا اس پہ دارو مدار ہے

---

آپ جامعہ خیر المدارس کی مجلس شوریٰ کے رکن اور سرپرست بھی تھے، آپ کے سانحہ ارتحال سے خدام جامعہ اپنے ایک عظیم دُعاگو سے محروم ہوگئے ہیں۔ چنانچہ آپ کے خلیفہ مجاز اور جامعہ کے مدیر حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہٗ کی قیادت میں حضرات اساتذہ کرام کی ایک جماعت نے جنازہ میں شرکت کے لئے لاہور کا سفر کیا، سرزمین لاہور نے غازی علم دین شہیدؒ اور امام الاولیاء حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوریؒ کے جنازہ کے بعد شاید اتنا بڑا جنازہ نہ دیکھا ہوگا۔

۲۶ محرم کو غروب آفتاب کے ساتھ عشق ومعرفت کا یہ آفتاب بھی غروب ہوگیا، رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ“ دُعا ہے کہ اللہ پاک آپ کی مغفرت فرمائیں اور درجات بلند فرمائیں (آمین)۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

# پاسبان ختم نبوت حضرت سید نفیس الحسینیؒ!

حضرت مولانا اللہ وسایا

حضرت اقدس سیدی، سندی، مولائی، مربی ومحسن سید نفیس الحسینی نور اللہ مرقدہ ۵؍فروری ۲۰۰۸ء کی صبح لاہور میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

راقم روسیاہ کی آپ سے پہلی ملاقات حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کے ہمراہ ہفت روزہ چٹان لاہور کی بالائی منزل میں ہوئی۔ پہلی ملاقات میں ہی عقیدت ومحبت کے ساتھ ساتھ آپ سے قلبی انس بھی ہوگیا۔ دل آویز شخصیت، نورانی معصوم چہرہ، شامی عربوں جیسی قد وقامت کے علاوہ آپ کی مسئلہ ختم نبوت سے قلبی والہانہ لگاؤ، کتابت میں فنی مہارت آپ کی پارسائی غرض مسحور کن شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہا گیا۔ غالباً ۱۹۷۰ء میں دھوبی گھاٹ لائل پور (اب فیصل آباد) میں ختم نبوت کانفرنس رکھی تھی۔ اس میں مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، سید مظفر علی شمسی، مولانا خلیل احمد قادری، صاحبزادہ مولانا افتخار الحسن شاہ، مولانا احسان الٰہی ظہیر، سید امین گیلانی اور دیگر حضرات کے بیانات ہونے تھے۔

اس کانفرنس کے اشتہار کی کتابت کے لئے دوبارہ آپ کی خدمت میں لاہور حاضری ہوئی۔ اب زیادہ دیر آپ کی مجلس سے فیضیاب ہونے کا موقعہ ملا۔ اس کے بعد تو گویا ملاقاتوں کا دروازہ کھل گیا۔ اس دوسری حاضری کے بعد تو جب لاہور جانا ہوا آپ کی ملاقات کے لئے ضرور حاضری ہوتی۔ خدالگتی عرض کرتا ہوں کہ ہر ملاقات میں محبت میں اضافہ ہی ہوتا گیا اور آپ کی شخصیت کے نقش دل پر منقش ہوتے گئے۔

راقم روسیاہ کی پہلی شعوری بیعت حضرت مولانا عبدالعزیز نور اللہ مرقدہ ساکن چک ۱۱ چیچہ وطنی والوں سے ہے۔ آپ نے زندگی بھر کسی کو خلافت نہیں دی تھی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے حلقہ کے حضرات سے معلوم ہوا کہ آپ فرماتے تھے کہ میرے بعد میرے متعلقین حضرت سید نفیس الحسینی سے تعلق قائم کریں۔ چنانچہ پختہ ارادہ کرلیا کہ حضرت شاہ صاحب سے بیعت کرنی ہے۔ اس دوران میں سفر برطانیہ کا نظم طے ہوا۔ تو پہلے ڈھڈیاں شریف جاکر حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مزار پر حاضری دی۔ حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالجلیل دامت برکاتہم کی دعاؤں کو دامن میں سمیٹا اور لاہور جاکر صورت حال عرض کر کے بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے توبہ کے کلمات ارشاد فرمائے۔ پڑھنے کے لئے پاس انفاس کی تلقین فرمائی اور فرمایا ''درود شریف اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بیان کرنا تمہارا وظیفہ ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے آپ (راقم) کے اساتذہ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ اور مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان کو بیعت کے وقت یہی وظیفہ ارشاد فرمایا تھا۔'' ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔ ختم نبوت کانفرنس لندن سے واپسی پر پھر جاکر رپورٹ پیش کی تو بہت ہی خوشی وانبساط کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد تو الحمد للہ بہت ہی تسلسل کے ساتھ حاضری کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ ماہ رمضان المبارک میں کئی بار کئی دن آخری عشرہ میں آپ کے قدموں میں گذرنے لگے۔ بیماری کے دوران بھی بارہا حاضری ہوئی۔ ہر

ملاقات میں آپ کی شخصیت کا ایک ایک پہلو دلنشین ہوتا گیا۔ ہر دفعہ پہلے سے زیادہ محبت وعقیدت قائم ہوتی گئی۔ اب تو یہ حالت ہے کہ وہ کیا تشریف لے گئے دل کا سکون ہی جاتا رہا۔ آپ کی شفقتوں، محبتوں کی موسلادھار بارش اور اپنی محرومی کو دیکھتا ہوں تو دل بیٹھنے لگتا ہے۔ یہی کیفیت اس تحریر کے وقت ہے۔ ۵رفروری کو آپ کا وصال ہوا۔ آج ۲۶رفروری ہے بیس دن ہوگئے۔ جب بھی یاد آتی ہے۔ دل قابو میں رکھنا دشوار ہو جاتا ہے۔

قبل ازیں ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے مدیر مولانا عبداللطیف طاہر، کراچی مجلس کے فاضل مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے ہفت روزہ کے لئے مضمون کا بار بار تقاضہ کیا۔ مخدوم گرامی مولانا سعید احمد جلالپوری مدظلہ نے تاکیدی حکم فرمایا۔ لیکن ہمت نہ ہوئی۔ کئی روز مسلسل موبائل بند رکھا۔ اب بھی اکثر وقت بند رکھتا ہوں۔ زندگی میں عزیز واقارب، بزرگان ورفقاء کی وفیات کے صدمہ سے بارہا دوچار ہونا پڑا۔ لیکن حضرت شاہ صاحبؒ کی وفات نے تو دل کو گویا ویران ہی کر دیا ہے۔ دل کیا دنیا ہی بجھی بجھی لگتی ہے۔

۵رفروری کو فقیر تونسہ سے بہت دور کوہ سلیمان کے دامن میں تھا۔ قادیانی امیدوار صوبائی اسمبلی کے خلاف تبلیغی دورہ رکھا تھا۔ ساڑھے سات بجے ناشتہ کیا۔ مولانا محمد شریف حیدری، مولانا عبدالعزیز ناشتہ سے فارغ ہوتے ہی کمرہ سے باہر نکل گئے۔ ان کے نکلنے کے انداز ے سے میں سمجھا کہ کوئی انہونی بات ہے۔ باہر گیا دونوں سرگوشی میں معروف تھے۔ عرض کیا کہ کیا ہوا؟ فرمایا کہ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! عرض کیا کبھی کب؟ انہوں نے فرمایا ناشتہ کے دوران فون پر معلوم ہوا۔ آپ کو اس لئے نہیں بتایا کہ ناشتہ ہو جائے۔ اسی لمحہ گاڑی تیار کی چل پڑے۔ راستہ میں کئی احباب کے فون آتے رہے۔ تفصیلات معلوم ہوتی رہیں۔ تونسہ، کوٹ ادو، لیہ، چوک اعظم، جھنگ، چنیوٹ، موٹروے، پورا دن گاڑی دوڑتی رہی لیکن اپنی حرماں نصیبی کہ جب خانقاہ شریف حاضر ہوا تو مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔ حضرت مرحوم کی قبر مبارک کی پائنتی کی جانب جماعت ہو رہی تھی۔ اس میں شرکت کے بعد قبر مبارک پر حاضری دی۔ خانقاہ شریف میں واردین وصادرین سے ملا۔ لیکن بالکل گم، سم طبیعت کے ساتھ۔ اسی شام رات گئے مانسہرہ کے رفقاء جناب عبدالرؤف روفی، سید بلال، یاسر خٹک، عابد خان، محترم مولانا فقیر اللہ اختر دفتر لاہور میں آئے۔ ان حضرات سے چھیڑ خانی کی کہ ذرا ماحول بدلے۔ پھر بھی وہی کیفیت تو روفی بھائی سے عرض کیا کہ ادھر ادھر کی کچھ سناؤ ورنہ میرا دل پھٹتا ہے۔ اب بھی یاد آتی ہے تو وہی کیفیت ہو جاتی ہے۔ اس تحریر کے وقت بھی یہی کیفیت عود کر آئی ہے۔

قارئین! آج کی مجلس میں اپنے مخدوم حضرت نفیس الحسینیؒ کی ختم نبوت سے متعلق متفرق یادداشتوں کو بغیر ترتیب کے عرض کرتا ہوں۔ جتنا ہوگیا غنیمت جانیں۔

✿...... حضرت سید نفیس الحسینیؒ نے باضابطہ سب سے پہلے جو کتاب کتابت کی وہ قاضی سلمان منصور پوری کی کتاب رحمتہ اللعالمین ہے۔ بھائی رضوان نفیس اور سید محمد معاویہ بخاری بن مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری بن امیر شریعت کے فون پر باتیں کرنے سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلا اشتہار ختم نبوت کی ختم نبوت کانفرنس جس کے بنیادی خطیب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔ اس کا اشتہار کتابت کیا۔

✿ …… ہفت روزہ لولاک فیصل آباد اب ماہنامہ لولاک ملتان ہفت روزہ ختم نبوت، قادیانی مذہب، احتساب قادیانیت کے ٹائٹل آپ نے کتابت کئے۔ عمدہ طباعت کے لئے مشوروں سے سرفراز فرمایا۔ احتساب قادیانیت کی جب نئی جلد آتی، پیش کرتے تو دعاؤں سے ایسی ہمت افزائی فرماتے اور اتنے وقیع کلمات ارشاد فرماتے کہ سب تھکاوٹیں دو ہو جاتیں۔ ہر کتاب کے کئی نسخے اپنے پاس رکھتے اور اندرون و بیرون ملک بھجوانے کا اہتمام کرتے۔

✿ …… مجلس کے مرکزی شوریٰ کے اجلاسوں میں علامہ اقبال کا کتابچہ ''احمدیت اینڈ اسلام'' انگلش اور مولانا لال حسین اخترؒ کا کتابچہ ''حضرت مسیح علیہ السلام مرزا قادیانی کی نظر میں'' کے کئی ہزار نسخے شائع کرانے کا ریزولیشن کیا۔ پھر ان کو دنیا میں اپنے اور مجلس کے ذریعہ فری تقسیم کرایا۔

✿ …… مولانا لال حسین اخترؒ کا مذکورہ رسالہ اردو میں سب سے پہلے ایڈیشن کی خود کتابت فرمائی۔ اب چند سال ہوئے پہلا ایڈیشن کا رسالہ مجلس کی مرکزی لائبریری سے منگوا کر اس کا عکس خود شائع کر کے فری تقسیم کرایا۔

✿ …… عالم اسلام کے ممتاز عالم دین مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے عربی میں ''القادیانیة'' اور اردو میں ''قادیانیت'' تالیف کی۔ اس کی تالیف سے طباعت تک کے تمام مراحل میں ''حضرت سید نفیس الحسینی'' برابر کے شریک رہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے جو واقعات بیان فرمائے وہ فقیر نے نوٹ کر کے آپ کی زندگی میں شائع کر دیئے تھے۔

چنانچہ ۲۳؍رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ بعد از تراویح کی مجلس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

حضرت رائے پوریؒ آخری عمر میں قادیانیت کے فتنہ کے خلاف مکمل متوجہ ہو گئے تھے۔ ختم نبوت کے عقیدہ کے تحفظ کے لئے ہمہ تن علماء اور متوسلین کو متوجہ فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ کوئی کی کرتا توجہ نہ کرتا تو خفگی فرماتے۔ خفگی بھی صرف اس کام کے لئے فرماتے تھے۔ ورنہ تو سراپا شفقت تھے۔ ایک بار گورنمنٹ کی طرف سے دسمبر ۱۹۵۷ء کے آواخر جنوری ۱۹۵۸ء کے آوائل میں پنجاب یونیورسٹی میں مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا۔ عرب و عجم سے سکالر اکٹھے ہوئے۔ کئی دن پروگرام رہا۔ ان دنوں حضرت رائے پوریؒ لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ روزمرہ مجلس مذاکرہ کی رپورٹ سے باخبر رہتے۔ ایک دن اطلاع ملی کہ بعض عرب ممالک کے نمائندگان نے فتنہ قادیانیت کے متعلق آگاہی چاہی۔ آپ نے یہ سنا تو تڑپ گئے۔ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کو لکھنؤ پیغام بھجوایا کہ لاہور تشریف لائیں۔ وہ کھانسی میں جتلا تھے۔ عذر کیا کہ تندرست ہونے پر حاضر ہوں گا۔ حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا کہ ان سے کہو اسی حالت میں آ جائیں۔ یہاں لاہور علاج کرائیں گے۔ وہ تشریف لائے تو مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے حوالہ جات مہیا کئے۔ مولانا علی میاں نے عربی میں ''القادیانی والقادیانیہ'' لکھی۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے طباعت کے خرچہ کا مجلس کی طرف سے ذمہ لیا۔ پہلے بمبئی سے پھر دمشق سے شائع ہوئی۔ دنیائے عرب میں اسے تقسیم کرایا۔ عرب دنیا نے اس کتاب سے فتنہ قادیانیت کو سمجھا۔ مصر، شام، میں اس

کتاب کا اتنا چرچا ہوا کہ قادیانیت پر پابندی لگی۔ پھر دوبارہ حضرت رائے پوریؒ تشریف لائے۔ حضرت مولانا علی میاں نے سفر کیا۔ پھر خود ہی مولانا علی میاں نے اردو میں اسے مرتب کیا۔ روز جتنا حصہ تیار ہوتا حضرت کو سنا دیا جاتا۔ آخری خواندگی مولانا سید عطاء المنعم ابوذر بخاریؒ کے ذمہ ٹھہری۔

’’ایک بار حضرت امیر شریعتؒ رات کو تشریف لائے۔ حضرت رائے پوریؒ آرام کے لئے خواب گاہ میں جا چکے تھے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کو زحمت ہوگی۔ اطلاع نہ کریں۔ صبح ملیں گے۔ مگر تھوڑی دیر میں خود حضرت رائے پوریؒ نے شاہ صاحبؒ کو اپنے کمرہ میں طلب کیا۔ شاہ صاحبؒ خدام پر بگڑ گئے کہ میرے منع کرنے کے باوجود تم لوگوں نے اطلاع کیوں دی؟ خدام نے بتایا کہ ہم نے اطلاع نہیں دی۔ غصہ ٹھنڈا ہوا۔ حضرت رائے پوریؒ کے کمرہ میں گئے۔ اب پوری خانقاہ کے علماء جمع ہونا شروع ہوئے۔ کمرہ بھر گیا۔ مولانا علی میاںؒ کو بلا لیا۔ کتاب کا ایک باب مولانا علی میاںؒ نے شاہ صاحبؒ کو مکمل سنایا۔ شاہ صاحبؒ سنتے رہے سر دھنتے رہے۔ جب باب ختم ہوا تو شاہ صاحبؒ نے مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (علی میاں) سے فرمایا کہ آپ نے اپنے ناناﷺ کا حق ادا کر دیا۔ پھر خود ہی فرمایا نہیں بلکہ اپنا حق ادا کیا۔ آپﷺ کے حق کو کون ادا کر سکتا ہے؟ اس کتاب کی کتابت کی بھی سعادت مجھے بھی حاصل ہوئی۔ کتاب پر نوائے وقت نے بہت عمدہ تبصرہ کیا۔‘‘ (لولاک ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ)

حضرت سید محمد نفیس الحسینیؒ نے قریباً وفات سے چار سال قبل ’’قادیانیت‘‘ کا اردو ایڈیشن اول جو آپ کا کتابت شدہ ہے۔ مجلس کی مرکزی لائبریری سے طلب فرمایا اور پھر اس کا عکس شائع کیا۔ اس نئے ایڈیشن پر پیش لفظ مولانا سید سلمان الحسینی الندوی مدظلہ سے لکھوایا جو یہ ہے:

’’قادیانیت اسلام سے خارج اور اسلام کے خلاف خطرناک برطانوی سازش سے پیدا ہونے والا ایک عالمی فتنہ اور غیر مسلم فتنہ ہے۔ جس نے اسلام کا چولا پہن کر اسلام کے قلعہ میں نقب لگانے کی زبردست کوشش کی۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا آج واقف حال، اور پڑھا لکھا ہی نہیں عامی مسلمان بھی جانتا ہے۔ لیکن ۵۷۔۱۹۵۸ء میں جب لاہور میں پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے بین الاقوامی سطح پر مجلس مذاکرات اسلامی کا انعقاد ہوا تھا۔ جس میں عالم اسلام اور مغربی ممالک سے ممتاز اور سرآوردہ علماء و مفکرین کی شرکت بڑے پیمانہ پر ہوئی تھی۔ اس وقت مصر، شام و عراق کے علماء قادیانیت کے بارے متجسس تھے۔ ان کے سامنے کوئی کتابچہ نہیں تھا۔ جس سے انہیں اس نامراد وشتی فرقہ سے واقفیت حاصل ہو سکتی۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا برصغیر اور پھر عالم عربی پر بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اپنے خلیفہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کو بتاکید مامور فرمایا کہ وہ اس موضوع پر عربی میں کتاب تحریر فرمائیں۔ حضرت اقدس کی ایماء اور اہتمام کا نتیجہ تھا کہ عربی میں ’’القادیانی والقادیانیہ‘‘ کے نام سے حضرت مولانا ندویؒ نے کتاب تیار فرمائی۔ پھر حضرتؒ ہی کے حکم پر اسے اردو میں منتقل فرمایا اور مزید اتنے اضافے فرمائے کہ وہ ایک مستقل کتاب بن گئی۔ جس کی کتابت کا فریضہ حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ نے انجام دیا۔ اس کتاب کی طباعت اور نشرواشاعت ’’مکتبہ دینیات‘‘ ۱۳۴۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور کی طرف سے ۱۹۵۹ء میں ہوئی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قابل مبارک و لائق شکریہ و سپاس ہے کہ اس نے انکار ختم نبوت کے اس فتنہ کو دفن کرنے، اس کی

قلعی کھولنے اور اس کی حقیقت سے آگاہ کرنے کا وہ کارنامہ انجام دیا۔ جو اصلاح معاشرہ اور تجدید دین کی کوششوں میں سب سے زیادہ بنیادی کوشش ہے۔ اس عظیم تحریک کے بانیان وعلمبرداران ایک عظیم فرض کفایہ انجام دے رہے ہیں اور امت کو اپنے نبی ﷺ کی نبوت ورسالت سے مربوط کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ دین کے مختلف شعبوں کی تجدید وسرپرستی فرمارہے ہیں۔ شیعیت اور ناصبیت کے درمیان نقطۂ حق واعتدال کو ابھارنے اور روشن فرمانے کے تجدیدی کام کا سہرا انہیں کے سر ہے۔ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے ''قادیانیت'' نامی اس کتاب کی جدید ومعیاری اشاعت کا فیصلہ نہایت ہی مبارک ہے۔ خدا تعالیٰ انکار ختم نبوت کے فتنہ کے استیصال کے لئے اسے قبول فرمائے۔ آمین!'' (ہیچمداں: سید محمد سلمان الحسینی الندوی ۱۴۲۴ھ)

✿ ...... ۲۲ر رمضان ۱۴۲۳ھ کی تراویح کے بعد آپ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ: ''اس وقت دینی کاموں میں دفاع ختم نبوت سب سے بڑا دینی کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے کہ ایک شخص نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا۔ چند ہزار یا چند لاکھ گمراہ اس کے گرد جمع ہوکر مرتد ہوگئے۔ اس کے مقابلہ کے لئے کروڑوں افراد نے جس درجہ میں بھی کام کیا۔ منکرین ختم نبوت کا استیصال کرنے والے اشخاص وجماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے جنتی بنادیا۔

## تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

فرمایا ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی۔ سال بھر قائدین جیلوں میں رہے۔ رہائی کے بعد مارچ ۱۹۵۴ء میں لاہور میں ختم نبوت کے عنوان پر جلسہ ہوا۔ اس وقت میری عمر ۲۱ برس تھی۔ اس کا اشتہار لکھنے کی مجھے سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت امیر شریعتؒ تشریف لائے تو مولانا مجاہد الحسینی اور دوسرے رفقاء مجھے حضرت امیر شریعتؒ کی خدمت میں لے گئے اور اشتہار کی تعریف کی کہ یہ انہوں نے (میری طرف اشارہ کرکے) لکھا ہے۔ شاہ صاحبؒ میری طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا کہ اشتہار لکھ کر مجھ پر کوئی احسان کیا ہے؟ اپنے نانا کی عزت کا کام کیا ہے۔ اس خوبصورتی سے یہ جملے ادا فرمائے کہ بس جی خوش ہوگیا۔ رات کو جلسہ عام ہوا۔ حضرت جالندھریؒ اور دوسرے حضرات کے بیانات ہوئے۔ پھر شاہ صاحبؒ تشریف لائے۔ میز پر بیٹھ کر تقریر کی۔ شہدائے ختم نبوت کے لئے دعاء کرائی اور فرمایا کہ جن کے بچے اس تحریک میں شہید ہوئے ہیں ان کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ بچے جنت میں آغوش محمد ﷺ میں پل رہے ہیں۔ ایک میں بدقسمت ہوں کہ جس کے سینہ میں گولی نہیں لگی اور افسوس کہ اس مسئلہ ختم نبوت کے دفاع کے جرم میں میری بیٹی کو چوٹی سے پکڑ کر گھسیٹا نہیں گیا۔ ایسے انداز میں شاہ صاحبؒ نے یہ جملے فرمائے کہ پورا اجتماع آہوں وسسکیوں کا منظر پیش کرنے لگا۔ وہ ایسی زبردست تقریر تھی۔ مربوط تقریر کہ بس ایک خاص کیفیت شاہ صاحبؒ پر طاری تھی۔ ایسا خطبہ پڑھا کہ اجتماع پر طمانیت کا خیمہ تن گیا۔ بس پھر اسے کھولنا شروع کیا تو کھولتے کھولتے تقریر ہوگئی۔ اس تقریر میں آپ نے مولانا ابوالحسناتؒ کے متعلق فرمایا کہ وہ جبل الاستقامت ہیں۔ شیعہ حضرات کو تحریک میں شرکت پر مبارک دی اور فرمایا کہ خلاف الٰہیہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی۔ خلافت راشدہ علی منہاج نبوت یعنی خلافت نبویہ یہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے شروع ہوکر

سیدنا علی المرتضیٰؓ پر ختم ہوگئی۔ رحمت دو عالم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ سیدنا علیؓ خلافت راشدہ کے خاتم الخلفاء ہیں۔

## امیر شریعتؒ کا تذکرہ

فرمایا کہ: ’’ایک بار حضرت رائے پوریؒ کو ملنے کے لئے حضرت شاہ صاحبؒ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تشریف لائے۔ تو شیعہ رہنما سید مظفر علی شمسی بھی آ گئے۔ بس مجلس لگ گئی۔ خوب بھرپور گفتگو جاری رہی۔ میں بھی جا کر ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ ان حضرات کی گفتگو سنتا رہا۔ شمسی صاحب چلے گئے تو شاہ صاحبؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر میرے ملنے سے، میرے ہاں آنے سے، حضرت رائے پوریؒ کی زیارت سے یہ لوگ امہات المؤمنین کو گالیاں نہ دیں تو میرا کیا نقصان ہے؟ اس کا نام حکمت ہے۔ ادع الیٰ سبیل ربك بالحکمة! فرمایا میں نے دیکھا کہ شمسی صاحب تقریر کر رہے تھے۔ شاہ صاحبؒ نے جا کر تھپکی دی۔ بس وہ شاہ صاحبؒ کی تھپکی سے شیر ہوگیا۔ جو شاہ صاحبؒ کہنا چاہتے تھے وہ شمسی صاحب نے کہہ دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے ان کے منہ میں گویا اپنی زبان رکھ دی۔ جو کہلوانا چاہتے تھے ان مسالک کے رہنماؤں سے امیر شریعتؒ کہلوا لیتے تھے۔ یہ بڑی خوبی تھی آپ کی۔‘‘ (لولاک ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ)

✿...... اس مجلس میں آپ نے قادیانی مرکز ’’النخلہ‘‘ کی بربادی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

## النخلہ کی تعمیر

’’ایک بار حضرت رائے پوریؒ کو معلوم ہوا کہ خوشاب علاقہ سون سکیسر میں مرزائیوں نے موسم گرما کا ہیڈ کوارٹر النخلہ کے نام سے قائم کیا ہے۔ اس علاقہ کے ایک عالم دین کو تنبیہ کی کہ قادیانی کام کر رہے ہیں۔ تم خاموش کیوں بیٹھے ہو۔ (النخلہ جابہ ضلع خوشاب کے قریب قائم کیا گیا تھا۔ حضرت جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ، قاضی عبداللطیف، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے دورے ہوئے۔ قادیانی عمارت چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حضرت جالندھریؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مدرسہ و دفتر کے لئے وہاں جگہ خریدی۔ مسجد و مدرسہ آج بھی وہاں قائم ہے۔ ہر سال کانفرنس ہوتی ہے۔)

آپ نے فرمایا کہ مولانا محمد حیاتؒ تو حضرت رائے پوریؒ کی لاہور آمد پر حاضر باش ہوتے تھے۔ مولانا لال حسین اخترؒ بھی تشریف لاتے۔ حضرت رائے پوریؒ جماعت ختم نبوت کے ساتھیوں کے متعلق فرماتے۔ یہ ہمارے کام کے آدمی ہیں۔ حضرت رائے پوریؒ کو شیخ الاحرار اور مرشد الاحرار بھی لکھا گیا۔ جو سو فیصد صحیح ہے۔ (بات حضرت کی یہاں پہنچی تھی تو حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان نے فرمایا کہ مولانا محمد حیاتؒ بہت بڑے مناظر تھے۔ ایک دفعہ گوجرانوالہ نصرت العلوم تشریف لائے تو دس دن میں نے بھی ان سے رد قادیانیت پڑھی۔ مولانا محمد حیاتؒ فرماتے تھے کہ تم مرزا قادیانی کے متعلق (ذلیل سے ذلیل) دعویٰ کرو۔ میں دلائل سے ثابت کروں گا کہ وہ اس سے بھی ذلیل تھا۔ چنانچہ کئی دن ایسے ہوتا رہا۔ بہت ٹھنڈے مزاج کے پختہ مشق مناظر تھے۔ قادیانیت کی کتب ان کو ازبر یاد تھیں اور مناظرانہ گرفت بہت مضبوط ہوتی تھی۔)

حضرت سید نفیس الحسینیؒ نے پھر سے گفتگو کا آغاز کیا۔ فرمایا کہ ایک بار حضرت امیر شریعتؒ نے خواب دیکھا کہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ تشریف لائے اور فرمایا کہ ایک بات آپ سے کہنی ہے۔ اتنے میں قاضی صاحبؒ نے حضرت امیر شریعتؒ کو جگا دیا۔ اب حضرت امیر شریعتؒ پریشان کہ حضرت کشمیریؒ نے کیا بات فرمانی تھی۔ حضرت رائے پوریؒ سے تعبیر پوچھی تو حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا کہ ایک سید (کشمیری صاحبؒ) دوسرے سید (حضرت امیر شریعتؒ) سے اپنے نانا ﷺ کی ختم نبوت کی ہی بات کہنی تھی اور کیا۔ اس پر امیر شریعت جھوم اٹھے۔ فرمایا بالکل انشراح ہوگیا۔ یہی بات کہنا چاہتے ہوں گے۔''

✿...... ۲۴ویں تراویح ۱۴۲۳ھ کے بعد فرمایا کہ:

''سیالکوٹ کے علامہ میر حسنؒ بڑے عالم تھے۔ ان کے شاگرد مولوی ظفر اقبال بڑے کاتب تھے۔ حمایت اسلام کے لئے قرآن مجید لکھا۔ مولوی ظفر اقبال سے میری ملاقاتیں رہیں۔ وہ فرماتے تھے کہ علامہ میر حسنؒ جب طلباء کو پڑھاتے خاص بات کہنی ہوتی تو طلباء سے فرماتے کہ کتابیں بند کردو۔ ایک دن علامہ میر حسنؒ نے طلباء سے فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی بہت ہی ذلیل قسم کا بے دین تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے زیر استعمال جو قرآن مجید کا نسخہ تھا اس کو میر صاحب فرماتے ہیں میں نے دیکھا ہے۔ ختم سورۃ الناس کے بعد خالی جگہ پر مرزا قادیانی نے قوت باہ کا نسخہ لکھا ہوا تھا۔ علامہ میر حسنؒ صاحب کے خاندان کے کچھ افراد اہل سنت تھے۔ کچھ اہل حدیث، کچھ قادیانی سحر کا شکار ہوگئے۔ علامہ میر حسنؒ نے وصیت کی کہ میرا جنازہ میر ابراہیم صاحبؒ سیالکوٹی پڑھائیں۔ اس لئے کہ وہ مرزائیت کے خلاف بڑے مناظر تھے۔'' (لولاک ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ)

✿...... ''اہل حدیث رہنما مولانا ابراہیم میرؒ سیالکوٹی نے رد قادیانیت پر ''شہادت القرآن فی اثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام'' کے نام پر دو حصوں میں کتاب لکھی۔ جو مرزا قادیانی کی زندگی میں آپ نے شائع کی۔ مرزا قادیانی اس کا جواب نہ دے پایا۔ حالانکہ اسے جواب دینے کے لئے للکارا گیا تھا۔ یہ کتاب نایاب ہوگئی تو اسے پھر قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حکم پر مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت سے شائع کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر سلسلہ عالیہ قادریہ کے شیخ المشائخ حضرت سید نفیس الحسینیؒ فرماتے ہیں کہ: ''میں اس مجلس میں موجود تھا۔ جس مجلس میں حضرت رائے پوریؒ نے حضرت جالندھریؒ سے اس کتاب کی اشاعت کے لئے فرمایا۔ مگر کتاب کا حصول اور طباعت کی اجازت کا مولانا حافظ محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی کے ورثاء سے مرحلہ درپیش تھا۔ چونکہ میرا (سید محمد نفیس الحسینیؒ) آبائی تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ اس لئے اپنے دل میں فیصلہ کرلیا کہ یہ مرحلے میں طے کروں گا۔ چنانچہ علی الصبح اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سیالکوٹ چل نکلا۔ مولانا ابراہیم میرؒ سیالکوٹی کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ آپ کے بھتیجے مولانا محمد عبدالقیوم میرؒ (والد ماجد پروفیسر ساجد میر) آپ کے وارث تھے۔ ان کے دروازہ پر دستک دی۔ باہر تشریف لائے۔ میں (سید نفیس الحسینیؒ) نے ان سے حضرت رائے پوریؒ کی خواہش کا اظہار کیا۔ کتاب اور اجازت اشاعت طلب کی۔ وہ الٹے پاؤں گھر گئے۔ لائبریری سے وہ کتاب اٹھالائے اور یہ وہ نسخہ تھا جس پر مصنف مرحوم (مولانا محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی) نے ضروری

اضافے وترامیم کی تھیں۔ لیکن اس نسخہ کے سرورق پر مصنف مرحوم کا نوٹ لگا تھا۔" بدلحاظ بن جاؤ لیکن کتاب کو لائبریری سے مت باہر جانے دو" یہ نوٹ پڑھ کر کتاب کے حصول کی بابت مایوسی ہوئی۔ لیکن قدرت کا کرم کہ اگلے ہی لحہ میں میر عبدالقیومؒ نے فرمایا کہ چھپوانا مطلوب ہے اور حضرت رائے پوریؒ کا حکم ہے۔ لیجئے کتاب بھی حاضر اور چھاپنے کی بھی اجازت ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ کتاب لے کر خوشی خوشی دوپہر تک لاہور حضرت رائے پوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ حضرتؒ نے اس کارروائی پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیں اور کتاب کی کتابت اپنی نگرانی میں کرانے کا حکم دیا۔ مناظر اسلام، مولانا لال حسین اخترؒ نے اپنے ذاتی نسخہ سے کتابت کی اجازت دی اور مصنف مرحوم کے نسخہ جس میں ترامیم واضافے تھے۔ اسے سامنے رکھا گیا۔ جتنی کتابت ہوتی جاتی وہ میر عبدالقیوم صاحب کو بھجوادی جاتی۔ وہ پروف پڑھتے رہے۔ یوں مختصر عرصہ میں کتاب چھپنے کے لئے تیار ہوگئی۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا اور اس نسخہ کے پھر کئی بار ایڈیشن مجلس نے شائع کئے۔"

(احتساب قادیانیت ج۱۹ ص۳،۴)

آپ نے جس مجلس میں اس واقع کا بیان فرمایا اسی مجلس میں زور دے کر تین بار فرمایا کہ:" بھئی اس کتاب کو ہماری مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا۔ ہماری جماعت نے شائع کیا۔ سب ساتھی یاد رکھیں کہ ہماری جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت ہے" یہ بار بار فرمایا۔ ایک بار ایسے بھی کہ کریم پارک راوی روڈ میں حضرت اقدسؒ کی خدمت میں زیارت کے لئے فقیر اور حضرت مولانا فقیر اللہ اختر، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی حاضر ہوئے۔ بھائی رضوان نفیس سے فرمایا کہ پہلے ان کو شربت پلاؤ۔ پھر چائے پلاؤ۔ بھائی رضوان نفیس نے ساتھی کی ڈیوٹی لگادی۔ حضرت باتوں میں مشغول ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا مشروب نہیں آیا۔ رضوان کیوں دیر کر رہے ہو۔" اصل میں تو یہی حضرات ہمارے مہمان ہیں۔" بعینہ جس طرح آپ کے مرشد حضرت رائے پوریؒ، خدام ختم نبوت سے بھرپور محبت وشفقت کا معاملہ فرماتے اسی طرح حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ بھی خدام ختم نبوت کے لئے عنایتوں وکرم فرمائیوں کی موسلا دھار بارش بن جاتے۔

✿ ...... مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس کے موقع پر ملتان تشریف لاتے۔ رات کی کانفرنس کو رونق بخشتے۔ برطانیہ کی کانفرنس پر کئی بار تشریف لے گئے۔ واپسی پر عمرہ کے لئے ایک بار راقم روسیاہ کو بھی ہمرکابی کا شرف نصیب ہوا۔ مدینہ طیبہ میں حاضری کے وقت آپ کی کیفیت دید کے قابل ہوتی تھی۔ اسے الفاظ میں بیان کرنا مجھ مسکین کے لئے ممکن نہیں۔ عصر کے بعد چھتریوں والے پہلے حصہ کے شمال مغرب کونہ میں عشاء تک تشریف رکھتے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے رحمت عالم ﷺ کا گنبد خضراء صاف صاف مکمل نظر آتا ہے۔ آپ اکثر مراقبہ میں گردن جھکا کر قبلہ رخ بیٹھ جاتے۔ کبھی سر اٹھاتے تو گنبد خضراء پر نظریں جمادیتے۔ پھر مراقبہ میں چلے جاتے۔ اس وقت آپ کے چہرہ انور کی جو کیفیات ہوتیں۔ سبحان اللہ! العظمة لله ولرسوله وللمؤمنين!!

اسی طرح لاہور عائشہ مسجد کی ختم نبوت کانفرنس تو آپ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ صحت کے زمانہ میں بہت سارا وقت سٹیج پر تشریف رکھتے۔ بیماری کے باوجود تھوڑی دیر کے لئے تشریف لاتے۔ مگر تشریف آوری ضرور ہوتی۔

ایک بار لاہور مسجد عائشہ میں ختم نبوت کانفرنس رکھی۔ آپ کی صحت اس میں شرکت کی متحمل نہ تھی۔ مولانا عزیزالرحمٰن ثانی نے بھائی عتیق انور سے عرض کیا کہ شرکت کی سبیل بنائیں۔ چاہے دس منٹ کے لئے ہی تشریف آوری ہو مگر تشریف ضرور لائیں۔ بھائی عتیق انور نے حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری، حضرت مولانا مفتی خالد محمود کو ہمراہ لیا۔ پل سکیاں عصر کے بعد حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ سید نفیس الحسینیؒ کا معمول تھا کہ مغرب کریم پارک واپس تشریف لاتے۔ ان حضرات نے عرض کیا حضرت آج روٹ بدل لیں۔ خانقاہ سید احمد شہیدؒ سے کریم پارک جاتے ہوئے عائشہ مسجد میں مغرب پڑھ لیں۔ اس پر مسکرائے اور فرمایا بہت اچھا۔ اب قافلہ سمیت کانفرنس میں تشریف لائے۔ مغرب پڑھی دعاء فرمائی اور روانہ ہوگئے۔

✿ ...... ایک بار فیصل آباد ضلع میں گھوڑیانوالہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے مولانا سید ممتاز الحسن گیلانیؒ نے آمادہ کیا۔ تشریف لائے فقیر راقم نے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئیوں کے غلط ہونے کے عنوان پر خطاب کیا۔ آپ کا چہرہ تمتما اٹھا۔ دعاء کے بعد مجلس میں راقم روسیاہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

’’کہ قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خواہش تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب کو آسان طور پر سمجھنے اور سمجھانے کے لئے اس کی پیش گوئیوں کی تغلیط پر کتاب مرتب ہونی چاہئے۔ چنانچہ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ اپنی آخری عمر میں فرماتے تھے کہ وقت وصحت نے ساتھ دیا تو حضرت رائے پوریؒ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ مولانا لال حسین اخترؒ تو اللہ تعالیٰ کے حضور چل دیئے۔ اب یہ کام آپ کریں۔ لاہور میں ایک دو بار پھر تذکرہ فرمایا۔ راقم روسیاہ ادھر ادھر کی مار کر وقت گذاری کرتا۔ کتاب تیار نہ ہوئی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب سے راقم نے عرض کیا انہوں نے حامی بھری۔ مگر کام نہ ہوسکا۔ اللہ تعالیٰ کی ہر لحہ نئی شان پر قربان کہ اس دوران ایک بار کراچی میں مانچسٹر اسلامک اکیڈمی کے سربراہ مولانا محمد اقبال رنگونی نے مرزا ملعون کی اٹھارہ پیش گوئیوں کی تکذیب پر ۱۰۰ صفحہ کی کتاب مرتب شدہ مجلس کی طرف سے چھپوانے کے لئے پکڑادی۔ ایک صفحہ پر راقم روسیاہ نے پیش لفظ لکھا۔ متذکرہ بالا واقعہ کا ذکر کیا۔ حضرت رائے پوریؒ سے کتاب کا انتساب کیا۔ کتاب چھاپ کر ایک سونسخہ حضرت سید محمد نفیس الحسینیؒ کی خدمت میں لے کر مولانا عزیزالرحمٰن ثانی حاضر ہوئے۔ بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس لئے کہ آپ کے حضرت الشیخ مرشد شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حکم کی تعمیل تھی۔ کچھ عرصہ بعد بھائی رضوان نفیس نے فرمایا کہ حضرت فون پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ مجھ روسیاہ کے لے آپ سے فون پر بات کرنا ہمالیہ کو سر کرنے سے زیادہ مشکل ہوتا۔ لیکن آپ کی شفقتوں نے بار بار فون پر بھی بات کرنے کی سعادت بخشی۔ فرمایا کہ پیش گوئیوں والی کتاب کہاں ہے۔ عرض کیا حضرت ملتان دفتر میں تو ختم ہے۔ آپ کی لائبریری میں سونسخہ تھا۔ یقیناً کچھ موجود ہوں گے۔ فرمایا بہت اچھا اگلے دن پھر فون کیا کہ لائبریری سے پینتیس پچاس نسخے مل گئے ہیں۔ لیکن دوبارہ شائع کریں۔ اس کتاب کو باضابطہ حرفاً حرفاً اپنی مجلس میں پڑھوایا۔ دوبارہ دو ہزار کتاب شائع کردی۔ سنا تو طبیعت باغ باغ ہوگئی۔ بہت سی دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔

✿ ...... ایک بار فون پر راقم روسیاہ سے فرمایا کہ ایک آفیسر کو قادیانی فتنہ کی تازہ شرانگیزی وسرگرمیوں

پر مطلع کرنا ہے۔آپ تمام تفصیلات لکھ کر لائیں۔ چنانچہ لکھ کر پیش کیا۔ پورا سنا خوشی کا اظہار کیا کہ تمام تفصیلات آ گئی ہیں۔اپنے پاس رکھ لیا۔اتنا فرمایا کہ وہ آفیسر دو چار روز تک اسلام آباد سے لاہور آنے والے ہیں۔

✿ ...... حضرت اقدس سید محمد نفیس الحسینیؒ نے ۲۵ویں تراویح ۱۴۲۳ھ کے بعد کی مجلس میں فرمایا کہ:

''علامہ میر حسنؒ سیالکوٹی فرماتے تھے کہ میں نے خود سر سید احمد خان سے سنا جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو سر سید احمد خان نے کہا کہ:''مرزا قادیانی کو معلوم نہیں کہ نبی کون ہوتا ہے اور نبوت کا منصب کیا ہے۔'' اس منصب سے عدم واقفیت وجہالت کے باعث مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ بیاض یعقوبی میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے لشکر کے گھوڑوں کے سائیس بھی اہل اللہ ہوں گے۔'' (لولاک ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ)

✿ ...... ۲۶ رمضان المبارک بعد از تراویح کی مجلس میں فرمایا کہ:

''حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ابتداء میں طبابت کرتے تھے۔ (ڈیرہ دو دن میں) وہاں شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کے ایک مرید سے ملاقات ہوئی۔ان کو متبع سنت پایا تو دل میں خیال آیا کہ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے ملنا چاہئے۔ جب سرگودھا کے لئے سفر کیا تو پہلے رائے پور حاضری دی۔شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے پہلی ملاقات میں ہی دل دے بیٹھے۔ بیعت کے لئے درخواست کی۔شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے فرمایا جلدی کیا ہے؟ آپ اپنے گھر سرگودھا سے پہلے ہو آئیں۔ پھر بیعت بھی کرلیں گے۔ ڈھڈیاں سرگودھا تشریف لائے۔ایک عزیز بیمار تھے۔عزیزوں کے اصرار پر ان کو حکیم نورالدین بھیروی کے پاس قادیان لے کر گئے۔ چند دن عزیز کے علاج کے لئے وہاں ٹھہرنا پڑا۔نورالدین ساحر تھا۔بعض باتوں میں قلب پر اثر کر لیتا تھا۔ چونکہ آپ رائے پور میں حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے مل کر آئے تھے۔خیال کیا کہ جن سے مل کر آیا ہوں۔ ان کا چہرہ سچے آدمی کا چہرہ ہے۔آپ (سید محمد نفیس الحسینیؒ) نے فرمایا کہ ہر بے دین فتنہ کے ساتھ سحر ہوتا ہے۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی میاںؒ سے میں نے خود سنا کہ فرماتے تھے کہ جب مجھے القادیانیہ لکھنے کے لئے مرزائی کتب پڑھنی پڑیں تو میرے قلب پر سیاہی کے اثرات ہو جاتے تھے۔ استغفار کرتا۔ ملت اسلامیہ کے متفقہ مسلمات سے مرزا قادیانی کے انکار کو جانچتا تب جاکر ایک ایک تار کاٹنے سے قلب کی سیاہی دور ہوتی۔ (فقیر راقم عرض کرتا ہے کہ میں نے بھی خود حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے سنا۔فرماتے تھے کہ جب میں نے مرزا قادیانی ملعون کی کتاب ازالہ کا مطالعہ کیا تو دوران مطالعہ میرے دل پر سیاہی آنی شروع ہو جاتی۔ میں خود محسوس کرتا کہ اب دل کا اتنا حصہ سیاہ ہو گیا ہے۔اب اتنا۔تب کتاب بند کر کے استغفار کرتا۔تب دل کی سیاہی دور ہوتی۔ پھر مطالعہ کرتا تو سیاہی قلب پر عود کرتی۔ پھر کتاب بند کر دیتا۔اس طرح بدقت تمام اسے ختم کیا۔)''

آپ (حضرت قبلہ سید نفیس الحسینیؒ) نے فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ (جو حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے پہلے شیخ تھے) کے پاس حکیم نورالدین گیا۔نورالدین ان دنوں مہاراجہ کشمیر کا معالج اور ملازم تھا۔مہاراجہ کی اولاد نہ تھی۔نورالدین دعاء کرانے کے لئے سہارن پور گیا تو آپ نے فرمایا کہ قادیان میں ایک حقنی (فتنہ پرواز)

ہوگا۔ اس سے بچ کر رہنا۔ تم مجھے ان کے مصاحب لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔ تمہیں بحث وتمحیص کی عادت ہے۔ یہ عادت بدتمہیں وہاں لے جائے گی۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله! قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید!

فرمایا مسانیاں گاؤں قادیان کے قریب واقع ہے۔ وہاں ایک بزرگ بدرالدین کا مزار ہے۔ یہ مرزا قادیانی ملعون کے زمانہ سے قبل فوت ہوئے۔ ان کے مزار پر جو کتبہ ہے۔ اس پر ختم نبوت کی آیات واحادیث مرقوم ہیں۔ شاید ان پر قدرت کی طرف سے قبل از وقت منکشف ہوگیا کہ تمہارے جوار میں ختم نبوت جیسے بنیادی مسئلہ کا انکار ہوگا۔ تب آپ کی وصیت یا توجہ سے کتبہ پر آیات واحادیث ختم نبوت کی درج ہوئیں۔

فرمایا اسی طرح بٹالہ کے ایک بزرگ کے پاس مرزا قادیانی کا باپ مرزا قادیانی کو لے کر گیا۔ انہوں نے مرزا قادیانی کو نصیحت کی کہ اہل سنت کے عقائد پر چلتے رہنا۔ ان کے جانے کے بعد خدام کے پوچھنے پر فرمایا کہ یہ شخص گمراہی اور کفر کی طرف لپکے گا۔ یہ قبل از وقت ان بزرگ پر منکشف ہوگیا تھا۔

فرمایا کہ ہر فتنہ کے ساتھ سحر ہوتا ہے۔ حضرت رائے پوریؒ کے ایک عقیدت وارادت مند مولوی عبدالمنان پنجابی تھے۔ ایک دفعہ سرراہ جوگی کے پاس رک گئے۔ اس نے سحر کردیا۔ واپس آئے تو طبیعت پر ہندو ہوجانے کے خیالات کا ہجوم ہوگیا۔ بھاگم بھاگ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ کے پاس گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ فوراً رائے پور چلے جاؤ۔ حاضر ہوئے۔ حضرت رائے پوریؒ سے صورت حال عرض کی۔ آپ نے خدام سے فرمایا کہ اسے فوراً سلادو۔ وہ تین دن سویا رہا۔ بیدار ہوا تو کہا کہ میں رائے پور سے جاتا ہوں۔ میرے قلب کی وہی کیفیت ہے۔ ہندو ہوجانے اسلام کو چھوڑنے اور مرتد ہوجانے پر دل مجبور کرتا ہے۔ اتنے میں صبح کی سیر سے حضرت رائے پوریؒ واپس تشریف لائے۔ مولوی عبدالمنان پنجابی نے عرض کی مجھے اجازت۔ میرے دل کی وہی کیفیت ہے۔ ہندو ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت رائے پوریؒ نے شہادت کی انگلی سے اس کے دل کی طرف (چھونے) کا اشارہ کیا اور فرمایا مولوی صاحب اللہ تعالیٰ کے بندے اب بھی ایسے موجود ہیں جو یوں اشارہ کریں تو دل کی دنیا بدل جائے۔ اشارہ کرتے ہی ان کے دل کی دنیا بدل گئی اور جوگی کے سحر کا اثر جاتا رہا۔

فرمایا ایک بار خود حضرت رائے پوریؒ کی مجلس میں جوگی آبیٹھا۔ اس نے توجہ (سحر) کی تو آپ کے بدن پر چونٹیوں کے چلنے کے اثرات ہونے لگے۔ آپ نے بھانپ کر سر اٹھایا۔ اس جوگی کی طرف دیکھ کر انگلی کے اشارہ سے منع کردیا۔ وہ فوراً فوچکر ہوگیا۔ تو سحر ہوتا ہے ہر فتنہ کے ساتھ جو براہ راست دل کو گمراہی کی طرف میلان کردیتا ہے۔ مرزا قادیانی کی بدگوئی، گمراہی، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صریح اہانت کے باوجود اس کا سحر کئی لوگوں کے دلوں کو ارتداد کی طرف لے گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بچائے۔

✿...... ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں ربوہ اور لاہوری پارٹی کے مرزائی سربراہوں نے اپنا اپنا مؤقف قومی اسمبلی میں پیش کیا۔

امت محمدیہ کی طرف سے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی زیرنگرانی مولانا محمد حیاتؒ، مولانا

عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے مرزائیت سے متعلق مذہبی و سیاسی مواد جمع کیا۔ جس سے مرزائیت کی مذہبی و سیاسی حیثیت کو سمجھا، پرکھا، ناپا، تولا جاسکتا ہے۔ مذہبی حصہ کی ترتیب و تدوین حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور سیاسی حصہ کی ترتیب و تدوین مولانا سمیع الحق ممبر سینٹ آف پاکستان نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فوری طور پر اسی ہزار روپے کی لاگت سے اسے شائع کر دیا۔ جسے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے قومی اسمبلی میں پڑھا۔ یہ کتاب ردقادیانیت پر لٹریچر کا نچوڑ ہے۔ اسے عربی، انگریزی میں بھی جماعت نے شائع کیا۔ جب قومی اسمبلی میں پڑھنے کے لئے اسے ترتیب دیا جارہا تھا تو پریس پر سنسر عائد تھا۔ اس کی ترتیب کتابت، طباعت تمام جانگسل مراحل کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسفؒ کی نگاہ حضرت سید نفیس الحسینیؒ پر پڑی۔ آپ کو فون کیا۔ آپ نے کاتب شاگردوں کی جماعت ہمراہ لی اور راولپنڈی پہنچ گئے۔ حضرت بنوریؒ کے لئے ہوٹل کا ایک حصہ مختص تھا۔ اس میں تمام متذکرہ حضرات قیام پذیر تھے۔ حضرت سید نفیس الحسینیؒ تشریف لائے تو چمن میں بہار آگئی۔

قارئین کرام! آپ اندازہ فرمائیں حضرت بنوریؒ، حضرت مفتی محمود صاحبؒ، حضرت سید محمد نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا تقی عثمانی، مولانا سمیع الحق یہ پوری جماعت جہاں ایک ساتھ تشریف رکھتی ہوگی۔ اس ماحول کی شیفتگی کا کیا عالم ہوگا۔ غرض جتنی کتاب مرتب ہوتی۔ اتنی کتاب پرنٹنگ و طباعت کے مرحلہ سے گذار دی جاتی۔ چند دنوں میں یہ محضر نامہ تیار ہوگیا۔ اسمبلی میں پڑھا گیا۔ قادیانی کافر قرار پائے۔ اس تحریک میں بنیادی کام کرنے والے حضرات میں ہمارے حضرت قبلہ سید نفیس الحسینی شاہ بھی صف اوّل میں شامل رہے۔ فلحمدللہ!

✿...... ایک بار محترم عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور فقیر روسیاہ نے برطانیہ کے سفر میں طے کیا کہ ایک چارٹ خوبصورت جس میں ختم نبوت کی آیت مبارکہ، حدیث ''لا نبی بعدی'' بمع اردو انگلش ترجمہ تیار کریں اور اسے برطانیہ کی مساجد میں لگوائیں۔

فقیر روسیاہ نے عرض کیا کہ حضرت قبلہ سید محمد نفیس الحسینی شاہؒ سے لکھوانا میرے ذمہ رہا۔ اگلے سال چھپا چھپایا آپ کو مل جائے گا۔ دو تین بار حضرت قبلہ سید نفیس الحسینی شاہؒ سے عرض کیا۔ آپ فرماتے بہت اچھا پھر اگلی ملاقات۔ پھر اگلی ملاقات میں روسیاہ کی عرض پر یہی جواب ملتا۔ بہت اچھا راقم روسیاہ عرض کرتا ''ہو جائے'' فرماتے بہت اچھا۔ نہ راقم روسیاہ دھونی رما کر بیٹھا کہ حضرت اسی کام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ سرسری تذکرہ کا سرسری جو جواب ملنا چاہئے تھا۔ مل جاتا۔ اب کانفرنس سر پر آگئی۔ مفتی محمد جمیل خان شہید لاہور تھے۔ فون پر عرض کیا کہ چارٹ ختم نبوت کی آیت و حدیث کا تیار کرانا ہے۔ انہوں نے حامی بھر لی۔ جاکر حضرت سید نفیس الحسینیؒ کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ کام شروع ہوگیا۔ لیجئے شام تک فلمیں بن کر چھپائی شروع۔ اسے کئی اداروں نے شائع کیا۔ بلا مبالغہ ایک لاکھ سے زائد تو مجلس نے شائع کیا۔ یہ سب ہمارے حضرت سید نفیس الحسینیؒ کی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے صدقہ جاریہ اور نمایاں خدمات ہیں۔ پہلے تو لکھنے کے لئے طبیعت آمادہ نہ تھی۔ اب تو الحمدللہ بات چل نکلی ہے۔ تو بہت کچھ یاد آرہا ہے۔ لیکن تھک گیا ہوں۔ اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

# حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ حیات وخدمات!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت اقدس شیخ المشائخ، مخدوم العلماء والصلحاء، مرشد المجاہدین، حضرت سید نفیس الحسینیؒ بھی خدام کو روتا ہوا چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ حضرت سید نفیس الحسینی زہد وتقویٰ، اخلاص وللٰہیت، خشوع وخضوع، عجز وانکسار، شرم وحیاء کا پیکر تھے۔ اللہ پاک نے انہیں بے پناہ خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ انہوں نے کتابت اپنے والد محترم شاہ اشرف علیؒ سے سیکھی۔ فن کتابت کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد سب سے پہلا اشتہار ختم نبوت کانفرنس کے عنوان سے تحریر فرمایا۔ آپ کی شخصیت آپ کی کتابت کی طرح حسن وجمال کا مرقع تھی۔ آپ کے ہاتھوں سے پھول کھلتے اور باتوں سے پھول جھڑتے تھے۔ آپ نے باضابطہ درس نظامی کی کتب نہیں بلکہ حضرت سید احمد شہیدؒ کی طرح قطب پڑھے۔ آپ جدید تعلیم یافتہ تھے اور اخبارات کی مین سرخی (ہیڈ لائین) تحریر فرماتے کہ قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے قدموں میں جا پہنچے۔ حضرت رائے پوریؒ کی نظر کیمیا نے آپ کو سید انور زیدی سے سید نفیس الحسینیؒ بنادیا۔ آپ اپنے شیخ کے محبوب خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے شیخ آپ کی بہت قدر فرماتے۔ آپ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے خوشنویس تھے۔ آپ نے ہزاروں کتابوں کے سرورق لکھے اور درجنوں اخبارات، رسائل، جرائد کے نام خوشخط لکھ کر دیئے۔ سینکڑوں لوگوں کے خط صحیح کرائے۔ آپ نے اپنی کتابت کا معاوضہ کبھی طے نہیں فرمایا۔ حالانکہ آپ ہزاروں روپے مانگتے تو لوگ آپ کے فن کے ہاتھوں آپ کو منہ مانگا ہدیہ دیتے۔ بالخصوص دینی کتب، رسائل، جرائد کے سرورق لکھنے کے بعد جو کچھ آپ کو کسی نے دیا۔ آپ نے بلا تأمل قبول فرمالیا۔ آپ نے اسماء الحسنیٰ اور اسماء النبی ﷺ خوبصورت انداز میں لکھے۔ جو کیلنڈروں، کتابوں، ٹائلوں، اور پلاسٹک کی شیٹوں پر چھاپ چھاپ کر لوگوں نے خوب پیسے کمائے۔ لیکن آپ نے کسی سے رائلٹی طلب نہیں کی۔ آپ ایک سچے عاشق رسول تھے۔ آپ کی شاعری کے ایک ایک شعر سے محبت رسول جھلکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ آپ اپنی صلاحیتوں اور کمال ہنر کو حضور ﷺ کا صدقہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

میرا قلم بھی ہے ان کا صدقہ میرے ہنر پر ہے ان کا سایہ
حضور خواجہؐ میرے قلم کا میرے ہنر کا سلام پہنچے

ان کے نعتیہ اشعار میں عقیدت کی سچائی، خلوص کی گہرائی اور جذبات عشق ومحبت کی شدت نظر آتی ہے۔

چنانچہ ایک نعت میں ارشاد فرماتے ہیں:

ہاں نقش پائے ختم الرسل میرا تخت ہے
اور سر کا تاج خاک نعال رسول ہے

## اصحاب واہل بیت رسول کے ساتھ محبت

آپ کو اصحاب واہل بیت رسول کے ساتھ بے پایاں محبت تھی۔ آپ ہر مجلس اور محفل میں اصحاب واہل بیت رسول کا تذکرہ جذب ووجد کے ساتھ فرماتے۔ رد رفض کے محاذ پر کام کرنے والوں کو فتنہ خروج سے بچانے کے لئے اہل

بیت رسول سے عقیدت ومحبت اور اپنی تقریروں میں آل رسول کے فضائل ومناقب بیان کرنے کی تلقین فرماتے اور اپنی نعتوں اور نظموں میں اہل بیت واصحاب کا تذکرہ جھوم جھوم کر کرتے ہوئے نظر آتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

جس قلب میں یاران نبیؐ کی ہو عقیدت
کھلتے ہیں اس قلب پہ اسرار مدینہ
معمور صحابہؓ کی محبت سے رہے گا
وہ سینہ کہ ہے مہبط انوار مدینہ
وہ آل محمدؐ ہوں کہ اصحاب محمدؐ
ہیں زینت دربار دربار مدینہ
حسنؓ حسنؓ کو دیکھ کر حسینؓ حسینؓ کو دیکھ
دونوں میں جلوہ رائز جمال رسولؐ ہے
ابوبکرؓ ہوں، عمرؓ ہوں وہ عثمانؓ ہوں یا علیؓ
چاروں سے آشکار کمال رسول ہے

آپ نے نئی نسل کو رفض وخروج سے بچاتے ہوئے اعتدال کا درس دیا۔ آل واصحاب پر کئی ایک شاندار کتب شائع کیں۔ المرتضیٰؓ سوانح سیدنا علی المرتضیٰؓ، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، سیدنا علیؓ وحسینؓ، اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہ، حضرات اہل بیت کرام کا قدیم ترین پاکیزہ اور مستند تذکرہ، ریحان عترت، شجرۃ الاشراف وغیرہ۔

## ایک جامع شخصیت

حضرت شاہ صاحبؒ کا ایک اہم ترین وصف یہ تھا کہ آپ نے اپنے آپ کو کسی ایک خول میں بند نہیں کیا۔ آپ بیک وقت صوفی، مجاہد، شاعر، ادیب اور عاشق رسول نظر آتے ہیں۔ آپ جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر تھے۔ وہاں مجاہدین کی عالمی تنظیم حرکت الجہاد الاسلامی کے سرپرست بھی۔ آپ اپنے شیخ حضرت رائے پوریؒ کی طرح مجمع البحرین ہی نہیں بلکہ مجمع البحور تھے۔ تمام دینی تحریکوں کے قائدین آپ کے حلقہ بگوش اور آپ ان کے دعاگو اور سرپرست نظر آتے ہیں۔

## حضرت سید احمد شہید اور بزرگان دیوبند کی روایات کے امین

آپ کو امام المجاہدین حضرت اقدس سید احمد شہیدؒ کے ساتھ بے پایاں محبت تھی۔ آپ نے حضرت سید احمد شہید کے رفقاء کے ہاتھوں اڑھائی ہزار صفحات پر مشتمل لکھی ہوئی کتاب ’’وقائع سید احمد شہیدؒ‘‘ کا عکس لے کر شائع فرمایا اور اس کی بیسیوں کاپیاں مفت تقسیم کیں۔ آپ کا سلسلۂ طریقت وجہاد حضرت سید احمد شہیدؒ سے جا کر ملتا ہے۔ اس لئے اپنی خانقاہ کا نام بھی خانقاہ سید احمد شہیدؒ رکھا اور اپنے متعلقین سے مکتبہ سید احمد شہیدؒ شروع کرایا۔

## مولانا سندھیؒ

امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ تحریک آزادی کے نامور راہنماؤں میں سے تھے۔ چیانوالی گوجرانوالہ

میں ایک سکھ گھرانے میں آنکھ کھولی۔ اللہ پاک نے ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت سید نفیس الحسینیؒ ایک دینی پروگرام میں شرکت کے لئے چیانوالی تشریف لے گئے۔ رفقاء سے مولانا سندھیؒ کا آبائی مکان دیکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ مکان دیکھ کر رفقاء کو حکم دیا کہ مکان خریدنے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ مکان خریدا اور اسے مسجد میں تبدیل کرنے کا ارادہ فرمایا۔ مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سینے سے لگا کر فرمایا کہ آپ دین پور شریف تشریف لے جائیں اور مولانا سندھیؒ کی قبر مبارک پر میرے سلام پیش کریں اور دعا کی درخواست بھی کہ آپ کے آبائی مکان کو مسجد میں تبدیل کرنے کا ارادہ ہے۔ مولانا ندیم فرماتے ہیں کہ میں دو تین ماہ کے بعد حاضر ہوا تو معانقہ فرماتے ہی ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک نے مولانا سندھیؒ کی دعا کو قبول فرمالیا اور ان کا مولد و مسکن کو مسجد میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

## سنت نبوی پر عمل پیرا

ا...... آپ کی شخصیت اور عمل کو دیکھ کر سنت کا تعین کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ آپ کا کوئی عمل خلاف سنت نہیں ہوتا تھا۔

۲...... آپ میں دوسری بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ نے اپنے آپ کو محدود دائرہ میں کبھی بند نہیں رکھا۔ ہر محاذ پر سرگرم عمل رہے اور ہر دینی محاذ پر کام کرنے والوں کی عملی سرپرستی فرمائی۔

۳...... آپ میں تیسری بڑی خوبی یہ تھی کہ اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کے مسلک کو قرآن وسنت کے مطابق دیکھ کر افراط و تفریط سے اپنے آپ کو بچایا اور دیوبندی فکر کے امین رہے۔

۴...... جامعہ رحیمیہ قصور کے مہتمم حضرت قاری مشتاق احمد رحیمی مدظلہ فرماتے ہیں کہ میرا تین سالہ مشاہدہ ہے کہ آپ ہمیشہ صف اوّل اور تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا فرماتے۔ چاہے کتنی ہی تکلیف اور بیماری کیوں نہ ہو۔

۵...... آپ کو سیرت و تاریخ پر عبور حاصل تھا۔ جب کبھی کسی شخصیت کے متعلق سوال کیا۔ حضرت نے تفصیل کے ساتھ اس کی خدمات اور تاریخ بیان فرما دی۔

## توبہ کے الفاظ

آپ کی خدمت میں کوئی بیعت کی درخواست کرتا تو درج ذیل الفاظ کے ساتھ اسے توبہ کراتے۔ ’’کہو!

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ ہم توبہ کرتے ہیں کفر سے، شرک سے، بدعت سے، غیبت سے، چوری سے، زنا سے، نماز چھوڑنے سے، جھوٹ بولنے سے، کسی پر بہتان لگانے سے اور سب گناہوں سے چھوٹے ہوں یا بڑے جو ہم نے اپنی ساری عمر میں کئے، سب سے توبہ کی اور اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ تیرے سارے حکم مانیں گے۔ تیرے رسول پاک ﷺ کی تابعداری کریں گے۔ یا اللہ تو ہماری توبہ کو قبول کر لے۔ ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ ہمیں توفیق دے اپنی رضامندی کی۔ اپنے رسول پاک ﷺ کی تابعداری کی۔‘‘ پس یہ توبہ ہو گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اس پر مجھے بھی قائم رکھے اور آپ کو بھی قائم رکھے۔ پانچوں وقت نماز با جماعت کی پابندی کرنا، خلاف شرع باتوں سے بچنا، موت کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ ایک دن مرنا ہے اور یہاں سے جانا ہے۔ آخرت میں نیک عملوں کے سوا کوئی چیز کام نہیں آئے گی۔

## علالت

جولائی ۲۰۰۷ء میں ازبکستان کے سفر سے واپسی پر کان میں درد شروع ہوا۔ آپریشن ہوا۔ کچھ طبیعت سنبھل گئی۔ رمضان المبارک کے بعد طبیعت میں نقاہت اور کان کے درد میں شدت ہوئی۔ دوبارہ ہسپتال داخلہ ہوا۔ عیدالاضحیٰ پر چند روز کے لئے گھر تشریف آوری ہوئی۔ پھر ہسپتال میں لے جایا گیا۔

## وفات حسرت آیات

شعبہ امراض قلب کے مشہور معالج جناب ڈاکٹر شہریار اور ان کے رفقاء نے مہنگا سے مہنگا علاج کیا۔ لیکن تدبیر پر تقدیر غالب آئی اور ۲۶ رمحرم ۱۴۲۹ھ مطابق ۵ رفروری ۲۰۰۸ء صبح پانچ بجکر پچیس منٹ پر داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے بوقت تہجد خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی رحلت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ خدام وعشاق پروانہ وار لاہور کی طرف قافلوں کی صورت میں رواں دواں ہوگئے۔

## نماز جنازہ

ظہر کی نماز کے بعد جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے جنازہ اٹھایا گیا اور دو بجکر پینتالیس منٹ پر عتیق اسٹیڈیم پہنچا اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ پیر طریقت حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب مدظلہم کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ جس میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ دوسرا جنازہ آپ کی قائم کردہ خانقاہ سید احمد شہیدؒ میں شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہم نے پڑھایا۔ جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔

## تدفین

خانقاہ کے قریب ایک مخصوص احاطہ میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ لحد میں اتارنے کی سعادت بھائی رضوان نفیس، محمد نعیم، احمد علی، قاری سیف اللہ اختر، مولانا عبدالرحمان، مولانا خلیل الرحمان نے حاصل کی اور ہزاروں سوگواروں نے آہوں اور سسکیوں کے ساتھ آپ کو سپرد خدا کیا۔

## اولاد واحفاد

حضرت نے لاکھوں متعلقین کے علاوہ دو پوتے، پانچ پوتیاں، سوگوار چھوڑیں۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے بڑے پوتے سید زید الحسینی زید مجدہ کی دستار بندی کی گئی اور استاذ العلماء مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے سید زید الحسینی کو وصیت فرماتے ہوئے کہا کہ حضرتؒ والا کی خواہش اور توقع کے مطابق آپ ان کی جانشینی کا حق ادا کریں گے۔ آپ کی دستار بندی کرائی جاتی ہے۔ آپ حضرتؒ کی وصیت وخواہش کے مطابق اپنے آپ کو حضرت سید جاوید حسین شاہ صاحب فیصل آباد اور حضرت مولانا سید سلمان ندوی ندوۃ العلماء لکھنؤ انڈیا کی زیر تربیت رکھیں اور ان کی سرپرستی اور راہنمائی میں اپنی تکمیل کریں۔ خانقاہ شریف کے تمام امور ان حضرات کی راہنمائی سے اور خاندانی امور خاندان کے بڑے حضرات کی راہنمائی میں سرانجام دیں۔ اللہ پاک حضرتؒ کی مرقد مبارک پر اپنی رحمتوں کی گھٹائیں نازل فرمائیں اور ان کی قائم کردہ خانقاہ ومدرسہ کو قیامت تک آباد وشاداب رکھیں اور ان کے جانشین کو جانشینی کا حق ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

# حضرت سید نفیس الحسینیؒ کی قلمی خدمات!

مولانا اللہ وسایا

ہمارے حضرت سید نفیس الحسینیؒ کو حق تعالیٰ شانہ نے تصنیف وتالیف کا بھی ذوق نصیب فرمایا تھا۔ آپ نے بنیادی طور پر بزرگان دین کے تذکرہ وسوانح پر قلم اٹھایا۔ موضوع آپ کا پسندیدہ تھا۔ آپ کی مطبوعہ تصانیف یہ ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱...... | برگ گل (مجموعہ کلام) | ۲...... | نفائس النبیؐ (نعتیہ کلام) |
| ۳...... | شجرۃ الاشراف | ۴...... | شمیم گل برگ |
| ۵...... | شمائم گیسودرازؒ | ۶...... | سادات گیسودرازؒ |
| ۷...... | قطب سوات | | |
| ۸...... | حضرت سید احمد شہیدؒ سے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی رشتے۔ | | |
| ۹...... | حکایات مہر ووفا | ۱۰...... | قاسم العلوم والخیرات |
| ۱۱...... | شعر الفراق | ۱۲...... | مقالات خطاطی |
| ۱۳...... | نفائس القلوب | ۱۴...... | تاریخ حبیبی وتذکرہ مرشدی |
| ۱۵...... | سیدنا علیؓ، حسینؓ | ۱۶...... | ریحان عزت |
| ۱۷...... | الاسماء الحسنٰی | (آپؒ کے مرقعات پر مبنی کتاب) | |
| ۱۸...... | اربعین صلوٰۃ والسلام | // | // |
| ۱۹...... | نستعلیق نامہ | // | // |
| ۲۰...... | نفائس اقبال | // | // |
| ۲۱...... | ارمغان نفیس | // | // |

علاوہ ازیں آپ نے نایاب کتب کو بھی چھپوا کر زندہ کیا۔ اس سلسلہ میں آپ کی خدمات کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ جو سرسری طور پر معلوم ہوئیں وہ یہ ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱...... | امام ابوحنیفہ شہیدؒ اہل بیت | ۲...... | المناقب الفاطمہؓ |
| ۳...... | الامام زیدؒ | ۴...... | الامام الحسینؓ |
| ۵...... | السیرۃ النبیؐ | ۶...... | الامام زید بن علیؓ |
| ۷...... | اخبار المحدث الفقہ | ۸...... | المہند |
| ۹...... | الافادۃ | ۱۰...... | الامام المہدیؓ |
| ۱۱...... | ارشادات (حضرت رائے پوریؒ) | ۱۲...... | بہار عترت |

۱۳...... تحفۃ الاسلام
۱۴...... خزینۃ معرفت
۱۵...... حضرت سید جلال الدین بخاریؒ
۱۶...... حضرت خواجہ معروف کرخیؒ
۱۷...... رسالہ اشغال
۱۸...... سیرۃ ابن اسحاق
۱۹...... سیدہ شباب اہل الجنتہ
۲۰...... عظمت قرآن
۲۱...... فیصلہ کن مناظرہ
۲۲...... قادیانیت
۲۳...... گلزار ابرار
۲۴...... مکاتیب سید احمد شہیدؒ
۲۵...... مناقب علیؓ وحسنینؓ وامہما فاطمۃ الزہراءؓ
۲۶...... مسند حضرت عائشہؓ
۲۷...... مسند امام زیدؒ
۲۸...... نفائس اقبال
۲۹...... تفسیر الملتقط (تصنیف حضرت گیسو درازؒ)
۳۰...... وقائع حضرت سید احمد شہیدؒ

یہ وہ کتب ہیں جن میں سے اکثر عربی میں ہیں۔ ان میں سے بعض کا حضرتؒ ترجمہ کرا کر شائع کرنا چاہتے تھے۔ ان میں سے اکثر نایاب کتب تھیں۔ پاکستان میں ان کا ملنا دشوار امر تھا۔ ایک ایک کتاب کو حاصل کرنے کے لئے حضرتؒ نے کن دشوار گذار وادیوں کو طے کیا۔ ہر کتاب کے ساتھ مستقل کہانی وابستہ ہے۔ واقفین حضرات ہی اس پر روشنی ڈال سکتے ہیں اور یہ کام ہونا چاہئے، آپ کی تالیفات وشائع کردہ کتب کی تفصیلات مستقل مقالہ کی متقاضی ہیں۔ اس وقت مجھے آپ کے شائع شدہ ''مقالات'' پر یہ عرض کرنا ہے۔

ان میں سے بعض وہ مقالات ہیں جو خطاطی سے متعلق ہیں۔ وہ ''مقالات خطاطی'' کے نام پر یکجا شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱...... خطاطین قرآن (یہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور قرآن نمبر ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا)
۲...... خطاطی، تاریخ عظمت کا شاہکار، ایک بے مثال فن۔ (یہ مقالہ نمائش خطاطی آرٹ کونسل ۱۹۷۶ء کے موقع پر شائع ہوا۔)
۳...... دبستان خطاطی۔ (پہلے کہیں نہیں شائع ہوا۔ مقالات خطاطی میں پہلی بار شائع ہوا۔)
۴...... خط کوفی کی خصوصیات 〃 〃 〃 〃
۵...... خط نسخ کی خصوصیات 〃 〃 〃 〃
۶...... خط نستعلیق کی خصوصیات 〃 〃 〃 〃
۷...... ابن مقلہ 〃 〃 〃 〃
۸...... ابن بواب 〃 〃 〃 〃
۹...... یاقوت مستعصمی 〃 〃 〃 〃
۱۰...... میر علی تبریزی موجد خط نستعلیق 〃 〃 〃 〃

۱۱...... اسلامی خطاطی اور اقسام خط // // // //

۱۲...... تاریخ کتبہ نویسی (روزنامہ امروز لاہور)

۱۳...... خط نسخ اور خط نستعلیق کا تقابلی جائزہ (روزنامہ آزاد مورخہ ۲؍نومبر ۱۹۷۷ء)

۱۴...... فن خطاطی کا ارتقاء (امروز لاہور مورخہ ۱۲؍دسمبر ۱۹۸۶ء)

۱۵...... فن خطاطی کو فروغ کیسے ہوا۔ (چند ٹھوس تجاویز، تقریر مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۸۱ء)

ان پندرہ مقالہ جات کو محترم حضرت مولانا محمد عابد صاحب زید مجدہ، ناظم الصفہ اکیڈمی لاہور نے ’’مقالات خطاطی‘‘ کے نام سے ترتیب دے کر شائع کر دیا ہے۔ فالحمدللہ!

ذیل میں ان کی مقالہ جات کی فہرست دی جاتی ہے جو مختلف شخصیات اور اکابر کے تذکروں پر مشتمل ہیں۔ یہ مختلف رسائل میں شائع ہوئے۔ ان کی تفصیل بھی پیش خدمت ہے۔ یہ مقالات بھی مولانا محمد عابد صاحب زید مجدہ نے جمع کر لئے ہیں اور انہیں بھی یکجا شائع کرنے کی سعی فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش اس کی توفیق نصیب فرمائیں۔ فہرست یہ ہے۔

۱۶...... علماء دیوبند کا سلسلۃ الذہب (ندائے صفہ ۲۰۰۶ء ص ۱۵)

۱۷...... شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (ندائے صفہ ۲۰۰۷ء ص ۱۹)

۱۸...... فاعتبروا یاولی الابصار (انوار مدینہ ج ۱۳ ش ۳)

۱۹...... ایک خوشنویس خاندان (ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور جنوری ۱۹۷۰ء)

۲۰...... آئینہ حقیقت، مقدمہ خزینہ معرفت، قلمی نام سے شائع ہوا تھا۔

۲۱...... احوال و آثار شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

۲۲...... حضرت خواجہ گیسو درازؒ (ریڈیائی نشریہ ۳۱؍جنوری ۱۹۷۴ء)

۲۳...... حضرت اقدس بنوریؒ کا تعلق بیعت و اجازت

۲۴...... روشنی کا مینار حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ

۲۵...... لالہ صحرائی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

۲۶...... صدر نشین حضرت مولانا نظام الدین شامزیؒ

۲۷...... سراپا جمیل حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

۲۸...... ملفوظات بیان کردہ حضرت سید انور حسین نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ

ان ۲۸ مقالہ جات کو انشاء اللہ العزیز ماہنامہ لولاک میں شائع کرنا شروع کریں گے۔ تاکہ قارئین لولاک کے لئے جانفزاء ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین!

# حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ کی لکھی ہوئی پہلی نعت!

مراسلہ: حافظ ظہیر احمد

سیدی ومرشدی حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے آقا ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ سلام اپنی عمر کے سولہویں سال پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس دوران آپ لائل پور کالج، ایف۔ اے، سال اوّل کے طالب علم سید انور زیدی کے نام سے جانے جاتے تھے۔ یہ عیسوی سن ۱۹۴۹ء کے دسمبر کی بات ہے۔ منقبت ہذا حضرت اقدسؒ کے انتقال کے روز آپ کے چھوٹے بھائی جان سے ملی۔ ہدیہ قارئین ہے:

سلام اے شمع روشن چشم عبداللہ کی بینائی
زمانہ تجھ پہ قربان فرشتے تیرے شیدائی

ترانہ جھوم کے حوروں نے تیری حمد کا گایا
تیری سیرت ہے لاثانی، تیری شان یکتائی

تیری آمد سے رونق آ گئی گلزار ہستی میں
عنادل چہچہا اٹھے بہار آئی بہار آئی

تھا ابر تشدد اور مہر ضو فشاں نکلا
درخشاں ہوگیا عالم، اذانوں کی صدا آئی

ہوئے نخوت کے جھنڈے سرنگوں غیرت بھی شرمائی
ہوئے باطل تیرے دم سے خیلات ''من ولائی''

ہوئے بیدار غافل اور پھاڑا کفر کا دامن
بتوں کو توڑ ڈالا شادمانی ہر طرف چھائی

تیرے در سے کوئی سائل تہی دامن نہیں لوٹا
تیرے رحمت کے آنچل کی ہے لا محدود پنہائی

سلام اس پر جو انور کی امیدوں کا سہارا ہے
سلام اس پر دل مسلم کے غم کا جو مداوا ہے

دسمبر ۱۹۴۹ء

سید انور زیدی (سال اوّل)

روشنی انتخاب نمبر گورنمنٹ کالج لائل پور (فیصل آباد)

فرما گئے یہ ہادی
قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں (علامہ اقبالؒ)
لانبی بعدی
سالانہ ختم نبوت کانفرنس
میاں محمد جہانگیر صاحب
زیر نگرانی
استاذ الاساتذہ قاری عبدالحی صاحب
19 اپریل 2008 بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد فاروق اعظم قصور پورہ راوی روڈ لاہور
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
حضرت مولانا احمد میاں صاحب تھانوی
مولانا میاں عبدالرحمن صاحب
حضرت مولانا محمود میاں صاحب
حضرت قاری عطاء المنان صاحب لاہور
قاری محمد نعمان
پیر سلمان گیلانی
رانا عثمان قصوری
حضرت مولانا صفی اللہ صاحب
مولانا محمد قاسم صاحب
مولانا سید ضیاء الحسن شاہ
مولانا عزیز الرحمن ثانی
قاری محمد اقبال صاحب
قاری جمیل الرحمن اختر صاحب
جناب محمد ظہیر بٹ صاحب
الداعی الی الخیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد فاروق اعظم قصور پورہ راوی روڈ لاہور

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

سالانہ عظیم الشان

# ختم نبوۃ کانفرنس

زیر سرپرستی
حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

زیر صدارت
حضرت مولانا محمد عالم صاحب مدظلہ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا عبد اللطیف انور مدظلہ شاہکوٹ
حضرت مولانا محمد یعقوب ربانی مدظلہ

29 مارچ 2008 بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

بمقام جامع مسجد توحیدیہ بوہڑ والی مسجد سول کوارٹر روڈ شیخوپورہ

شاہین ختم نبوۃ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

خطیب نکتہ دان مقرر دلپذیر حضرت مولانا عبد الکریم ندیم صاحب مدظلہ
صدر المبلغین خان پور

مقرر شعلہ بیان حضرت مولانا افتخار احمد حقانی صاحب مدظلہ
جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام پنجاب

زیر قیادت
الحاج رانا محمد اشرف صاحب

تلاوت
قاری عبید الرحمن صاحب

قاری غلام مصطفی

مولانا محمد اشرف

قاری محمد رمضان صاحب

مولانا عبد النعیم صاحب

حضرت مولانا محمد احمد صاحب
میاں علی ڈوگراں

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب

نقابت
سید سلمان گیلانی
قاری محمد سلیم مہر صاحب

حضرت مولانا محمد سرور شعیب صاحب مدظلہ

حضرت مولانا محمد طاہر عالم صاحب

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب

حضرت مولانا مقبول الرحمن صاحب

حضرت مولانا مشرف حسین صاحب

حضرت مولانا زین العابدین صاحب

قاری محمد اکبر رحیمی صاحب

الداعی الی الخیر
قاری محمد الیاس صاحب ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ شیخوپورہ
0321-4981840
0300-4981840
0301-4447455

قیمت فی شمارہ -/10 روپے
قیمت سالانہ -/100 روپے